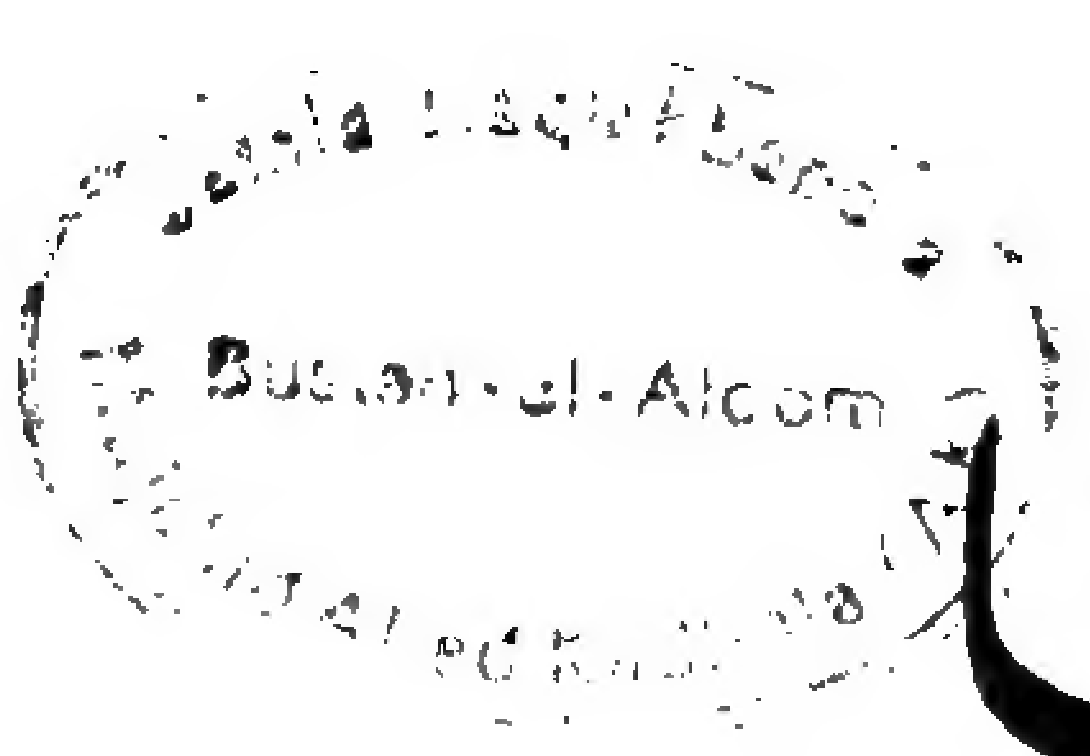
سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز

کاملین کی نظر میں

رضا دار الاشاعت

لاہور، پاکستان



امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کاملین کی نظر میں

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری



رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور
(پاکستان)

سلسلہ مطبوعات نمبر133

نام کتاب	-----	امام احمد رضا محدث بریلوی کاملین کی نظر میں
ترتیب	-----	سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
ناشر	-----	رضا اکیڈمی' لاہور
کمپوزنگ	-----	مدنی گرافکس' لاہور
مطبع	-----	احمد سجاد پرنٹنگ پریس' موہنی روڈ' لاہور
سن اشاعت	-----	۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء دسمبر
ہدیہ	-----	دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی' لاہور

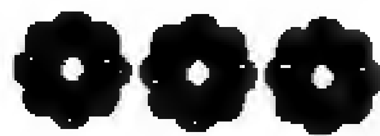
بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات بیس (۲۰) روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)۔ مسجد رضا۔ محبوب روڈ۔ چاہ میراں۔ لاہور۔ پاکستان۔

ڈاک کوڈ 54900 - فون: 7650440

حسن ترتیب



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

انتساب

بنام نامی

مقبول بارگاہ سید المرسلین مکین دیار رحمت للعالمین وارث علوم خاتم النبیین خلیفہ اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ العرب و العجم قطب مدینہ حضرت علامہ مولانا الحاج ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

نہ کیوں اہل سنت کریں ناز ان پر
کہ وہ نائب غوث و احمد رضا ہیں

نیازمند:

صابر حسین شاہ بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوّلیات

از:۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر صاحب مدظلہ' سیرت اکادمی بلوچستان

اللہ تعالیٰ کے بے مثل کلام (آگاہ رہو! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو چین ملتا ہے) اور برمحل حدیث (اے محبوب ﷺ! جس نے تیرا ذکر کیا' اس نے میرا ذکر کیا' تیرا ذکر میرا ذکر ہے) سے اوّلیات کا آغاز ہوتا ہے۔

حضرت رضا بریلوی حمد باری تعالیٰ میں کہتے ہیں:

اس خدائے یکتا کی حمد و ثنا
جو اپنے جلال میں یکتا و یگانہ ہے

تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ انسان محمد (ﷺ) پر خدا کی رحمت ہمیشہ ہمیشہ نازل ہوتی رہے!

سید البشر' امام الانبیاء' شفیع المذنبین اور خاتم النبیین ﷺ کے حضور جب امام احمد رضا بریلوی (جو ستر سے زیادہ علوم و فنون پر حاوی تھے مگر عشق مصطفیٰ ﷺ ان پر حاوی تھا" بقول امام رضا۔

رضا یہ نعت نبی ﷺ نے بلندیاں بخشیں

کی زبان ثنا کے لیے وا ہوئی تو نادر سلام رضا جس کا مطلع ہے:

مصطفیٰ ﷺ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

صفحہ قرطاس پر رقم ہوا۔ جو خلوص و عقیدت اور عشق و محبت کا ایسا مرقع ہے۔ جس کی دلپذیر خوشبو اقصائے عالم میں پھیل چکی ہے۔ اہل علم و فن نے اس سلام کی متعدد خوبیوں کا ذکر کیا ہے جیسے اس کا ہر شعر قرآن و حدیث کی تعلیمات کو بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کرتا ہے۔ اس کے ہر شعر کے معنی کسی نہ کسی قرآنی آیت یا حدیث سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اس کے اشعار تاریخ اسلام کے عظیم واقعات اور حضور پاک سرور کائنات ﷺ کے عظیم معجزات کو متاثر کن طریق سے صفحہ قرطاس پر رقم کرتے ہیں۔ اس میں خاندان نبوی ﷺ کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کا سراپا' ان کی برکات اور ان کی سیرت کا احاطہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔

امام احمد رضا کے سلام کو اردو زبان کا قصیدہ بردہ اور آپ کو جانشین امام غزالی کہا گیا ہے۔ یہ سلام ایک سو اکہتر اشعار پر مبنی ہے اور اردو سلاموں میں سے طویل ترین سلام ہے۔ اس کے ایک ایک شعر کی تشریح میں کئی کئی کتابیں رقم کی جا سکتی ہیں۔ "سلام رضا" سے مترشح ہوتا ہے کہ اس کے تخلیق کار کا دل عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا تو ہے ہی حب اہل بیت و صحابہ کرام رضوان علیہم پھر آئمہ مجتہدین اور اولیائے کاملین خاص کر سیدنا غوث اعظم سے معمور ہے۔ اسی لیے ان کی درخواست انفرادی یا ذاتی نہیں بلکہ جماعتی اور اجتماعی ہے۔ کہتے ہیں۔

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کسی عالم و فاضل شخص نے کیا خوب لکھا ہے:

"ان کی نعتیہ شاعری ساری اردو زبان کے ماتھے کا جھومر ہے"۔

ان کا دیوان "حدائق بخشش" ان کے ۶۵ علوم و فنون کے عطر بیز گلزاروں کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ متعدد زبانوں جیسے عربی، فارسی، اردو اور ہندی وغیرہ پر عبور رکھتے تھے۔ ان کی اپنی زبان سے اس حقیقت کا اظہار ملاحظہ فرمایئے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

نابغۂ عصر حضرت امام احمد رضا ؒ عظیم مفسر، محدث، فقیہہ، عالم دین، مدبر، مصلح، سائنس دان، فلسفی، شاعر اور عارف باللہ تھے۔ علاوہ ازیں ریاضیاتی علوم اور فن تاریخ گوئی میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔

حضرت امام احمد رضاؒ کی شخصیت کے مختلف النوع پہلوؤں کے بارے میں بات کرنا یا لکھنا آسان نہیں۔ بہرحال جناب سید صابر حسین شاہ بخاری ناظم اعلیٰ ادارہ فروغ افکار رضا، امام اہل سنت لائبریری برہان شریف ضلع اٹک و مولف "امام احمد رضا محدث بریلوی اور تحریک پاکستان" کی ہمت، لگن اور شب و روز کی محنت کا حاصل ہے کہ انہوں نے چالیس سربر آوردہ بزرگان اہل سنت والجماعت کی وقیع آرا کو بعنوان "امام احمد رضا محدث بریلوی کاملین کی نگاہ میں" یکجا کر دیا ہے۔

انتساب، افتتاحیہ اور اختتامیہ اس پر مستزاد ہے۔

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

رضا اکیڈمی لاہور کے ارباب بست و کشاد کا دل کی عمیق گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جن کے تعاون و اشتراک کے بغیر یہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکتی تھی۔ بقول انور طلیمی:

ہر اک صبح کی جبیں پر نئے رنگ بن کے بکھرو
ہر شام کے جھروکوں میں دیوں کی مثل جلنا
کسی تیرہ شب کو جب تک نہ ملے سحر کی رونق
رہ تیرگی میں چلنا تو چراغ بن کے چلنا

حضرت امام احمد رضاؒ کی نظر میں مسلمانان برصغیر کی بالخصوص اور مسلمانان عالم کی بالعموم ساری کمزوریوں، کوتاہیوں، غلطیوں، خطاؤں، مشکلوں اور تکلیفوں کا مداوا فقط اور فقط عشق نبی پاک ﷺ میں پنہاں ہے۔ بقول پروفیسر محمد انور زومان سرپرست "سیرت اکادمی بلوچستان" آپ نے صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو ہی مسلمانوں میں جاگزیں کرنے کا عزم کیا اور اپنا سارا سوز و گداز، زہد و ورع، علم و فضل اور زبان و بیان، سب کچھ آپ ﷺ پر ہی مرکوز کر دیا۔ یہی حضرت رضا کا منفرد مقام ہے اور یہی ان کا مسلسل پیغام ہے"۔ ارجعوا الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے ۔۔ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے

بارگاہ ایزدی میں استدعا ہے کہ باری تعالیٰ ہمیں احکامات ربی اور اسوہ حسنہ کو پوری

طرح اپنانے کی توفیق دے۔ آمین

محمد انعام الحق کوثر

(پروفیسر ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر)

سیرت اکادمی بلوچستان (رجسٹرڈ)

۲/۷۲۔ اے۔ لو' بلاک III

سیٹلائٹ ٹاؤن' کوئٹہ

۱۲ شعبان ۱۴۱۷ھ / ۲۳ دسمبر ۱۹۹۶ء



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

از

حضرت علامہ قاضی عبدالدائم دائمؔ مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، مہتمم دارالعلوم ربانیہ صدریہ

مدیر ماہنامہ جام عرفاں ہری پور ہزارہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ○

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک جامع الکمالات اور ہمہ جہت شخصیت تھے۔ قابل رشک اوصاف میں سے شاید ہی کوئی ایسا وصف ہو جس سے آپ کو حظ وافر نہ ملا ہو۔ ابوالطیب مُتَنَبِّیْ کے درج ذیل اشعار اپنی تمام تر معنویت کے ساتھ آپ ہی کی ذات گرامی پر صادق آتے ہیں

کَالشَّمْسِ فِیْ کَبِدِ السَّمَاءِ وَضَوْءُھَا
یَغْشَی الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَّ مَغَارِبَا
کَالْبَدْرِ مِنْ حَیْثُ الْتَفَتَّ رَاَیْتَہٗ
یُھْدِیْ اِلٰی عَیْنَیْکَ نُوْرًا ثَاقِبًا

(جیسے کہ سورج ہو ــــ جو وسط آسمان میں درخشاں ہوتا ہے اور اسکی روشنی مشرق و مغرب کے تمام شہروں کو ڈھانپ لیتی ہے۔

جیسے چودھویں کا چاند ہو ــــ کہ اس کی طرف جس جانب سے بھی رخ کرو، تم دیکھو گے کہ وہ تمہاری آنکھوں تک اپنی تابناک روشنی پہنچا رہا ہے۔)

... شعر ... مبالغہ کے تھے کیوں کہ اس کا ممدوح چھوٹے سے علاقے کا

ایک معمولی سا حکمران تھا۔ اس کو شمس و قمر سے تشبیہ دینا سورج چاند کی توہین ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ در حقیقت علم و فضل کے ایسے آفتاب عالمتاب ہیں کہ جس کی ضیاء پاشیوں سے مشرق تا مغرب گمراہی و ضلالت کے اندھیرے چھٹ گئے اور اہل سنت کے نظریات حقہ کا اجالا پھیل گیا۔ آپ عشق و عرفاں کے ایسے بدر کامل ہیں کہ جس کو جس رخ سے دیکھا جائے' جس سمت سے معائنہ کیا جائے اور جس پہلو سے پرکھا جائے' روشنی ہی روشنی اور چاندنی ہی چاندنی نظر آئے گی۔

یہ بات اگر صرف میں کہتا تو کہا جا سکتا تھا کہ یہ بھی حسن عقیدت پر مبنی مبالغہ آرائی ہے مگر اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عالی جناب سید صابر حسین شاہ بخاری کو کہ انہوں نے یہ نظر افروز کتاب لکھ کر اس دعویٰ کا مکمل ثبوت مہیا کر دیا ہے۔

واللہ! کیا کاوش ہے' کیا محنت ہے' کیا تحقیق ہے اور کیا ہی حسین ترتیب ہے ---!!!

اسے پڑھیئے --- پھر سوچیئے' جانچیئے' پرکھیئے --- اور پھر حیرت میں ڈوب جائیے ---!

اللہ اکبر ---! کیسے کیسے لوگ اس "عبد مصطفیٰ" کے مداح ہیں ---!

کیسی کیسی ہستیاں اس "بلبل باغ مدینہ" کی ثناء خوان ہیں ---!

کتنے بڑے بڑے تاج داران علم و فضل اس "واصف شاہ ہدیٰ" کی تعریف میں رطب اللسان ہیں ---! اور کیسے جلیل القدر ارباب معرفت اور اصحاب ولایت اس امام بر حق کی عظمتوں کے نقیب و مناد ہیں ---!!

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس کتاب میں چالیس سے زیادہ ایسے اکابر و اعاظم کا تذکرہ ہے کہ ایک دنیا

جن سے فیض و راہنمائی حاصل کرتی ہے۔۔۔۔ اور ان میں سے بیشتر ہستیاں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے خدا داد فضل و کمال کا برملا اقرار کرتی ہیں اور آپ کی عالمانہ رفعت و فوقیت کا اعتراف کرتے ہوئے آپکی تحقیقات پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتی ہیں۔

قارئین کرام! یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ایک سالک اور مرید کی تمام تر عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز و محور اسکا پیرو مرشد ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے شیخ طریقت، ولی کامل، سید آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت تھی جس کا اظہار وہ اپنے منظوم کلام میں مختلف پیرایوں سے کرتے رہتے ہیں۔ کبھی انکو "نور جاں" "عطر مجموعہ" اور "آقائے نعمت" قرار دے کر ان پر سلام بھیجتے ہیں۔

نور جاں، عطر مجموعہ، آل رسول

میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

کبھی انتہائی خوبصورت القاب سے ان کو مخاطب کر کے امداد و اعانت کے طلبگار ہوتے ہیں۔

تاجدار حضرت مارہرہ، یا آل رسول!

اے خدا خواہ و جدا از ماعدا، امداد کن!

اے شہ والا، عمیم آلاء عظیم المرتبت!

اے پئے لا ذبح تیغ الا لا امداد کن!

نائل جودا! از نے زاں یم مرا سیراب ساز!

نو گل جودا! از شے جانم فزا، امداد کن!

بے شک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ سے اظہار عقیدت کا جو انداز اپنایا ہے وہ منفرد اور بے مثال ہے مگر جہاں تک نفس جذبات ظاہر کرنے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی

تعجب اور حیرت کی بات نہیں کیوں کہ ہر مرید اپنے شیخ کے کمالات اور مناقب بیان کرتا ہی ہے--- تعجب خیز اور حیرت انگیز تو وہ کلمات تعریف و توصیف ہیں جو دیدہ ور شیخ نے اپنے ارادتمند کے بارے میں کہے ہیں--- پڑھئے اور شیخ اجل کی مردم شناسی کی داد دیجئے---! فرماتے ہیں

"میں متفکر تھا کہ اگر قیامت کے دن رب العزت جل مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ "آل رسول! تو دنیا سے میرے لئے کیا لایا ہے؟" تو میں کیا جواب دوں گا؟ الحمدللہ کہ آج وہ فکر دور ہو گئی۔ مجھ سے رب تعالیٰ جل و علا جب پوچھے گا کہ "آل رسول! تو دنیا سے میرے لئے کیا لایا؟" تو مولانا احمد رضا خان کو پیش کر دوں گا۔"

اسی پر بس نہیں' چند سطریں مزید پڑھئے اور دیکھئے کہ کس طرح ایک شیخ کامل نے بے پایاں شفقت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے از خود اپنے فضل و کمال کا پلڑا اٹھا دیا اور اپنے ارادت مند کی علمیت و فضلیت کا پلڑا جھکا دیا۔ فرماتے ہیں

میری اور میرے مشائخ کی تمام تصانیف جب تک مولانا احمد رضا خان کو نہ دکھائی جائیں' نہ شائع کی جائیں--- جسکو یہ بتائیں چھپے' وہ چھاپی جائے--- جسکو منع کر دیں وہ ہرگز نہ چھاپی جائے--- جو عبارت یہ بڑھا دیں' وہ میری اور میرے مشائخ کی جانب سے بڑھی ہوئی سمجھی جائے۔ اور جس عبارت کو کاٹ دیں' وہ کٹی ہوئی سمجھی جائے۔"

اپنے مرید باصفا کو اس قدر اختیارات تفویض کرنے کے بعد اس کی انتہائی روح پرور اور وجد آفرین وجہ بھی بیان فرما دی کہ یہ سب کچھ میں اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہوں بلکہ--- "بارگاہ نبوی ﷺ سے یہ اختیارات انکو عطا ہوئے ہیں۔"

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ' ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

یہ تو فقط ایک اقتباس ہے۔ ایسے بیسیوں جواہر ریزے اس کتاب میں جا بجا بکھرے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مصنف علام کو کہ انہوں نے اس قدر عرق ریزی اور جانفشانی سے یہ گوہر ہائے تابدار ایک جگہ جمع کر دیے ہیں۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے شبانہ روز محنت کر کے تقریباً نوے (۹۰) مآخذ و مراجع سے ان عبارات کا انتخاب کیا جو ان کے موضوع سے متعلق تھیں' پھر انتہائی دلاویز ترتیب کے ساتھ ان بکھرے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا اور اعلیٰ درجے کی کتابت و طباعت سے آراستہ کرنے کے بعد ــــ "امام احمد رضا خان بریلوی کاملین کی نگاہ میں" کے نام سے ایک انتہائی محققانہ کتاب خوش ذوق قارئین کے مطالعہ کے لئے پیش کر دی۔

کتاب کی افادیت بڑھانے کیلئے شاہ جی نے ان تمام اکابرین کے مختصر سوانحی خاکے بھی لکھ دیے ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی انداز میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے تعلق خاطر کا اظہار کیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب اپنے موضوع پر بھرپور روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ ایک مختصر سے "تذکرہ الاولیاء" کی صورت اختیار کر گئی ہے' جس کا مطالعہ کرنا ــــ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ کے مصداق ــــ قاری کو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں کا حقدار بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو اس گراں قدر کام کا بہترین اجر عطا فرمائے اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان پر اپنی نعمتوں کی بارش برسائے۔

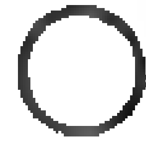
آمین' یا رب العالمین' بجاہ سید المرسلین' صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین ○

راقم آثم

قاضی عبدالدائم دائم خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ' ہری پور ہزارہ

پیش گفتار

از: صاحبزادہ مولانا سید وجاہت رسول قادری صاحب مدظلہ'
صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان (کراچی)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسول النبی الکریم

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ
بقرآنی کہ اندر سینہ واری

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (آل عمران ۳:۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ' اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (کنز الایمان)

یعنی اللہ کی محبت اور دوستی کا دعویٰ رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت اور ان کی اتباع کے بغیر باطل محض ہے اور یہ کہ بندہ عشق رسول ﷺ ہی کی بدولت بارگاہ الٰہی میں مقام محبوبیت پر فائز ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنا وہ قرب خاص عطا فرماتا ہے کہ اس کو اپنا دوست بنالیتا ہے اور پھر اس منزل پر بندہ کو رب تعالیٰ

"رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ" کا مژدہ سنا دیتا ہے' اس کی زندگی ہی میں اس کو نعمت غفران سے نوازتا ہے اور اس پر اپنی رحمت و رضوان کی بارشیں کرتا ہے۔

کتب صحاح اور دیگر کتب احادیث میں بھی اسی قسم کا مضمون مختلف طرح سے آیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب اپنے کسی بندہ کو (عشق و اتباع رسول ﷺ کے طفیل) اپنا محبوب بنالیتا ہے تو اپنے تمام مقرب بارگاہ فرشتوں اور علاء الاعلیٰ کی تمام مخلوق کو بھی اس بندہ سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے' اور زمین پر خلق خدا کے دلوں میں بھی اس کی محبت ودیعت فرما دیتا ہے۔ اس طرح کہ مخلوق خدا چہار جانب سے کشاں کشاں اس کی طرف چلی آتی ہے' اس ولی اللہ سے محبت کرنے لگتی ہے اور اپنے دین و دنیا کے معاملات میں اس کی طرف رجوع لاتی ہے' بلکہ اس کائنات کی ہر مخلوق اللہ کے اس ولی کو پہچان جاتی ہے اور اس سے محبت کرنے لگتی ہے۔ پھر اللہ کا یہ محبوب بندہ خلق خدا کی عقیدت و محبت کا مرکز بن جاتا ہے۔

مومن اس کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا۔
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا
وہ کہ اس در کا ہوا' خلق خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ سے پھر گیا

سید عالم ﷺ کے دور ہمایونی سے لے کر آج تک کے دور کے اولیائے کاملین کی سیرت و کردار کے مجلّہ و مصفا آئینہ میں' آیہ کریمہ "فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ" کے برکات و انوار دیکھے جاسکتے ہیں۔

اگرچہ ان اولیاء کاملین کے مراتب و مقامات متوافت ہیں لیکن خشیت

الٰہی' تقویٰ اور جذبہ حب رسول ﷺ کی روح ایک ہے اور یہی اصل ایمان' اور جان ایمان اور اولیاء کی پہچان ہے۔

ہمارے دور میں نابغہ عصر' شیخ الاسلام' امام احمد رضا محدث بریلوی (اصل الافغانی) قدس اللہ سرہ' السامی کی ذات گرامی ایک ایسے ہی ولی کامل کی مثال ہے جس پر بلاشبہ اللہ رب العزت کا فضل عظیم ہے' جس پر اس کے "ولی نعمت" "مصطفیٰ جان رحمت" کی خاص نگاہ کرامت اور رحمت عمیم ہے۔ سید عالم ﷺ کی ذات اقدس سے جس کا عشق سارے عالم میں مثالی ہے اس طرح کہ غیر بھی اس کے "عشق صادق" کی قسم کھائیں اور اسے "سچا عاشق رسول ﷺ" بتلائیں' جو اللہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے' جس کا علم و فضل اور تبحر علمی دیکھ کر علامہ شیخ محمد سعید بن محمد یمانی علیہ الرحمتہ مدرس مسجد حرام مکتہ المکرمہ پکار اٹھیں کہ "بے شک یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جس کا شکر ادا کرنے سے ہم قاصر ہیں"۔ جس کے بیان علم و حکمت اور کلام معرفت کو سن کر علامہ شیخ علی بن حسین مالکی رحمہ اللہ مدرس مسجد حرام مکہ مکرمہ یہ اعلان فرما رہے ہیں کہ یہ "امام احمد رضا خاں" آج کے دور کے مرکز دائرۃ المعارف ہیں" جس کی تحقیق و تدقیق' بصیرت و بصارت' اور علوم فقہ و حدیث میں بے مثال دسترس دیکھ کر علماء حرمین شریفین مثلاً شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی علیہ الرحمتہ (مکہ مکرمہ) یہ تحریری سند جاری فرمائیں کہ "آپ کی ذات ہمارے نبی ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے"۔ علامہ شیخ موسیٰ علی شامی' شیخ حسن بن عبدالقادر اور علامہ سید اسماعیل بن خلیل رحمہم اللہ تعالیٰ علماء حجاز' علوم اسلامیہ' عقلیہ' نقلیہ' قدیمہ اور جدیدہ پر آپ کے کامل عبور اور آپ کی تحقیق

کی گہرائی و گیرائی کے پیش نظر آپ کو اس صدی کا مجدد قرار دے رہے ہیں۔

جس کے زہد و تقویٰ جذبہ حب رسول ﷺ اور حب آل رسول (ﷺ) عمل بالسنتہ پر استقامت و مداومت کو دیکھ کر صلحائے حرمین شریفین مثلاً علامہ شیخ عبدالرحمٰن دھان مکی علیہ الرحمتہ نے یہ دعائیہ کلمات سندا" تحریر فرمائے کہ

"اللہ تبارک و تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے بہرہ ور فرمائے اور مجھے ان کی روش نصیب کرے کہ ان کی روش سید عالم ﷺ کی روش ہے"۔

تو ایسے شخص کے نابغہ عصر' امام الوقت اور ولی کامل ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ کسی شے کی قدر و قیمت کو جوہر شناس نگاہیں ہی پہچان سکتی ہیں۔ نور بصیرت سے محروم قلب انوار و تجلیات اولیاء کا قطعی ادراک نہیں کر سکتا بالکل اسی طرح' جس طرح کہ نور بصارت سے محروم شخص آفتاب نصف النہار کی ضیا پاشیوں سے استفادہ کی صلاحیتوں سے معذور ہوتا ہے۔ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان جیسی ہمہ صفت اور صاحب علم و فضل شخصیت سے صاحب ذوق سلیم اور طبع فہیم ہی مستفید ہو سکتی ہے۔ اہل قلب و نظر میں ان کی قدر و منزلت پہچانتے ہیں۔ ب

قدر گوہر شاہ بداند یا بداند جوہری

بلاشبہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہیں۔ ان کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے۔ اب تک گزشتہ ۲۵ برسوں میں ان کے علوم و فنون کے حوالے سے بہت کچھ لکھا گیا ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا' اس لئے کہ اس عاشق صادق کو اس کے ممدوح اور حبیب رب العالمین ﷺ نے

اپنے ورثہ علمی سے اس قدر وافر حصہ عطا فرمایا ہے کہ ان شاء اللہ قیامت تک لوگ ان سے مستفیض ہوتے رہیں گے' لیکن کاملین زمانہ کے ساتھ تعلق کے حوالے سے امام احمد رضا رحمہ اللہ کی شخصیت و سیرت پر لٹریچر کمیاب تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہمارے فاضل نوجوان قلم کار جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب زید علمہ 'کو انہوں نے زیر نظر مقالہ "امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کاملین کی نگاہ میں" تحریر کر کے اس کمی کو پورا کرنے کی سعی کی ہے۔ اس کے مطالعہ اور اس کے ماٰخذ و مراجع کی فہرست پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے صاحب مضمون نے بڑی عرق ریزی اور کاوش سے کام لیا ہے۔ انہوں نے قلمی اور علمی دیانت داری کی پاسداری کرتے ہوئے تمام ماٰخذ و مراجع کا ذکر کر دیا ہے اور ابلاغ حق کا فریضہ بطریق احسن ادا کیا ہے۔ انہوں نے نہایت دیانت داری سے صرف ان کاملین زمانہ کا ذکر کیا ہے جن کا تذکرہ کتابی صورت میں پہلے کہیں یکجا نہیں تھا اور جن کے تذکرے کتابی صورت میں پہلے سے موجود ہیں۔ ان کو اس مضمون میں شامل کرنے سے گریز کر کے قاری کو خوامخواہ کی طوالت سے بچالیا ہے۔ مثلاً علماء حرمین شریفین کے حوالے سے اختتامیہ میں تحریر کرتے ہیں۔

چونکہ کاملین حجاز کے تاثرات و جذبات پر پہلے ہی دو کتابیں
چھپ چکی ہیں اس لئے ان کے تاثرات بھی اس مقالے میں
شامل نہیں کیئے گئے ہیں"۔

البتہ ان کاملین کے اسماء گرامی کی تفصیل مضمون کے آخر میں شائع کر کے ایک اہم دستاویز کا اضافہ کیا ہے۔ تقریباً" (۸۷) کاملین حجاز کی فہرست مضمون کے آخر

میں منسلک ہے۔

دوسری اہم خصوصیت اس مقالہ کی یہ ہے کہ صاحب مقالہ نے محض ان کاملین کے ارشادات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمتہ کے متعلق نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ نے ان کے اقوال نقل کرنے سے پہلے ان کی شخصیت اور علمی و روحانی کارناموں کا مختصر سا تعارف بھی پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ جو ایک بہت اہم بات ہے۔ اس لئے کہ اس طرح ایک قاری کو اس شخصیت کی علمی وجاہت و قدر و قامت کا صحیح ادراک اور امام احمد رضا رحمتہ اللہ کے حوالے سے کہے ہوئے اس کے الفاظ کی سند و وقعت اور قدر و قیمت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ موثر کے مقام و مرتبہ کا تعین نہ ہو۔ متاثر کے لئے اس کے تاثرات کے وزن اور اس کی حیثیت کا کیسے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ مولف محترم نے اپنی اس تالیف میں جن کاملین کا ذکر فرمایا ہے ان کی تعداد چالیس ہے' یاد رہے کہ "اربعین" یعنی چالیس کے عدد کو اولیائے کاملین سے خاص تعلق و نسبت ہے اور اس میں مشکوۃ شریف کی اس حدیث مبارکہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جس میں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ابدال زمانہ (کاملین وقت) کی تعداد چالیس بیان کی گئی ہے۔ فقیر کی ناچیز رائے میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کی شخصیت و سیرت کے حوالے سے اب تک جو کچھ تحریری مواد سامنے آیا ہے اس میں اس ترتیب و عنوان سے کوئی مضمون نہیں ملتا ہے۔ یہ اعزاز محترم سید صابر حسین صاحب دام اقبالہ کو جاتا ہے کہ انہوں نے اس وحید العصر شخصیت کی خصوصیات پر ایک نئے زاویے سے روشنی ڈالی ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں گزشتہ دہائی میں جن نوجوان قلم کاروں نے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی شخصیت اور کارناموں پر تحریری و تصنیفی کام کیا ہے ان میں سید صابر حسین شاہ صاحب کا اسم گرامی بہت نمایاں ہے۔ انہوں نے ان دس برسوں میں نہایت سرعت قلمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تقریباً" ۲۴ سے زیادہ مضامین و مقالات قلمبند کئے ہیں جن کو ملک و بیرون ملک کے نامی گرامی فاضل شخصیات نے اپنے مقدمات سے مزین کیا ہے اور سید صاحب موصوف کی قلمی کاوشوں کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ضلع اٹک (برھان شریف) صوبہ پنجاب کے ایک دور افتادہ چھوٹے سے گاؤں سے چند کلومیٹر دور پہاڑی کے دامن میں بیٹھ کر' جہاں نہ پانی ہے نہ بجلی' اور نہ دور جدید کی دیگر سہولیات' آسائش اور وسائل' تحقیق و تدقیق اور تصنیف و تالیف کا کام اس سرعت رفتاری سے انجام دینا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے' لطف کی بات یہ ہے کہ اس دور افتادہ اور وسائل جدیدہ سے محروم گوشے میں بیٹھنے کے باوجود سید صاحب قبلہ کا چار دانگ عالم میں ان تمام اہل قلم حضرات سے اور اداروں سے مسلسل رابطہ ہے جو کسی نہ کسی سطح پر امام احمد رضا کے حوالے سے تصنیف و تالیف اور نشرو اشاعت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ سید صاحب محترم جس خلوص اور محبت سے "عاشق رسول ﷺ" امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی شخصیت پر تن تنہا تصنیف و تالیف اور تحقیق و تدقیق کا کام انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی ان خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کو دونوں جہاں میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

آخر میں احقر سید صاحب کی خدمت میں ان کے ان کارناموں پر ہدیہ

تبریک پیش کرتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ آپ کی پختگی تحریر کا تقاضا ہے کہ آپ تاثراتی تحریر کی بجائے اب مزید ٹھوس تحقیقی عنوانات کی طرف توجہ فرمائیں اور ان جہتوں میں بھی اپنے راہوار قلم کو دوڑائیں جہاں مواد و ماخذ آپ جیسے زیرک اہل علم و قلم کے منتظر اور متلاشی ہیں۔

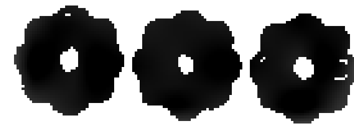
غم زمانہ کہ ہیچش کراں نمی بینم
دوائش جز مئی چوں ارغواں نمی بینم

وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ و اولیاء ملتہ وبارک وسلم۔

۹ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

احقر العباد

سید وجاہت رسول قادری



تقریظ جلیل

از: علامہ محمد معراج الاسلام صاحب مدظلہ' شیخ الحدیث منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"امام احمد رضا محدث بریلوی کاملین کی نظر میں" یہ کتاب سید صابر حسین شاہ صاحب مدظلہ کی تازہ ترین تالیف ہے' جو انہوں نے بارگاہ اعلیٰ حضرت میں اپنی عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے پیش کی ہے۔ وہ کامل ترین لوگ جو اپنے اپنے دور میں امت کی ظاہری و باطنی' علمی و عملی' سیاسی و سماجی اور دینی و فکری قیادت پر مامور رہے ہیں' اور قوم کا سرمایہ اور ملت کا افتخار تھے' آج بھی اہل محبت جن کا نام سن کر عقیدت سے اپنا سر جھکا لیتے ہیں' اور ان کی عظمت کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سلام کرتے ہیں' سید صابر حسین شاہ صاحب نے کمال یہ کیا ہے کہ ایسے ہی سربر آوردہ اور منتخب روزگار کاملین کے ان اقوال و ارشادات' مبشرات و مشاہدات' اور ہدایات و خیالات کو یکجا کر دیا ہے' جن کا موضوع اور مرکز و محور اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی ذات ہے یہ انتخاب اتنا شستہ معنی خیز اور ایمان افروز ہے کہ پڑھتے ہوئے روح جھومتی ہے اور اعلیٰ حضرت کی شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

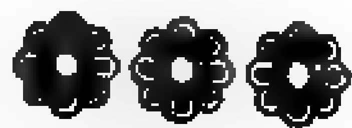
موضوع کے انتخاب کے لئے مولف کے حسن ذوق کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے جس میں حسن عقیدت کا رنگ نمایاں ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولف نے عمیق مطالعہ کے بعد بڑی محنت سے یہ آبدار موتی چنے ہیں' اور اہل ذوق کی

نذر کئے ہیں' اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے عشاق اور قدر دان حضرات کے لئے یہ ایک گراں بہا تحفہ ہے' جس کی پیشکش پر مولف واقعتاً" مبارک باد کے مستحق ہیں' انہوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے اور عقیدت مندوں کو اعلی حضرت کی شخصیت کے ایک نئے گوشے سے آگاہ کیا ہے۔ اہل تحقیق کے لئے یہ ایک مثل ہے' ان کا فرض بنتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے جو راستہ دکھایا ہے' وہ اس پر آگے بڑھیں' اور اس موضوع پر مزید کام کرکے' قوم کو اعلی حضرت کے قریب لائیں' اور ان کی شخصیت کو سمجھنے میں مدد دیں' ان گوشوں کو اجاگر کرنے سے عشق رسول ﷺ کی چنگاری سلگتی ہے اور یہی چیز تعلیمات اعلی حضرت کا مرکز و محور اور نچوڑ ہے' جسے شاہ صاحب نے اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اہل محبت کو اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیماً" کثیرا کثیرا -

محمد معراج الاسلام

(شیخ الحدیث منہاج القرآن' اسلامک یونیورسٹی لاہور)



منقبت

پرتو نور ازل ہے روئے تابان رضا
سایہ جنت ہے زلف عنبر افشان رضا

روکش مشک ختن ہے بوئے بستان رضا
رشک طوبیٰ ہے ہر اک نخل گلستان رضا

علم و حکمت کو کیا جس نے شناسائے جنوں
ہے وہ فیضان رضا واللہ فیضان رضا

راہ پاتے ہیں یہیں سے رہروان کوئے دوست
جا کے ملتی ہے حرم سے کوئے ایوان رضا

دشت بھی سیراب کر ڈالے ترے فیضان نے
میرے دل پر بھی برس اے ابر باران رضا

میں اٹھوں گا حشر میں بھی ان کے مداحوں کے ساتھ
مر کے بھی ہاتھوں سے چھوٹے گا نہ دامان رضا

اک جہاں ہے ان کے الطاف و کرم سے مستفیض
ایک اعظم ہی نہیں ممنون احسان رضا

محمد اعظم چشتی

افتتاحیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عارف کامل، ولی باصفا، قطب زمن
ہیں مجدد اور محدث بے گماں احمد رضا (قمر یزدانی)

عالم اسلام کی جانی پہچانی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی شریف کے ایک علمی و روحانی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ کا مزار پر انوار بھی بریلی شریف میں ہی مرجع انام ہے۔

چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا، تیرہ برس کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، اصول، معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ اور ہیئت وغیرہ تمام علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل کی۔ اور اسی روز مسئلہ رضاعت پر پہلا فتویٰ صادر فرمایا۔ آپ کا شمار فخر السادات سیدنا شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمتہ کے ممتاز خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ کی تقریباً اڑسٹھ سال زندگی نہایت مصروفیات میں گزری، آپ ملت اسلامیہ کی منفرد اور ممتاز شخصیات میں سے ایک ہیں۔ تقریباً پچاس علوم و فنون پر ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ ان میں فتاویٰ رضویہ، کنز الایمان اور حدائق بخشش کو شہرت عام اور بقائے

دوام حاصل ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ جامع الصفات اور ہمہ گیر شخصیت ہے۔ لیکن آپ کا امتیازی وصف عشق رسول ﷺ ہے جو دوسرے تمام فضائل و کمالات پر حاوی ہے۔ آپ کی ہر تحریر میں عشق رسول ﷺ کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ آپ کی شخصیت عشق رسول ﷺ کی علامت بن گئی اور خود آپ کی غیرت عشق نے بھی "عبدالمصطفیٰ" کہلوانا ہی پسند فرمایا۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا' تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے' تیرے لیے امان ہے

سب جانتے ہیں کہ امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے پوری قوت کے ساتھ سواد اعظم اہل سنت کے عالی مسلک کی حفاظت اور مدافعت فرمانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن دشمنوں نے اہل سنت سے الگ کرنے کے لئے "فرقہ بریلویہ" مشہور کردیا اور آپ کو "بریلوی" فرقے کا بانی کہنے لگے۔

شہر اقبال سیالکوٹ کے معروف عالم دین مفتی حافظ محمد عالم صاحب مدظلہ' اسے مخالفین کی سازش قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بریلوی ہمارا مسلک نہیں' یہ یونہی ہے جیسے لوگ معراج الدین کو "ماجا" اور نور الدین کو "نورا" کہہ دیتے ہیں۔ تو اسے برا نہیں منانا چاہئے۔ ہم اہل سنت والجماعت ہیں اور رہیں گے' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ ہمارے بزرگ اور قابل احترام شخصیت ہیں' ان کی نسبت سے اگر لوگ ہمیں "بریلوی" کہہ دیتے ہیں تو ہمیں خود کو

"بریلویت" کے تنگ حصار میں بند نہیں کر دینا چاہیے۔ یہ
ہمارے خلاف ایک سازش ہے کہ ہم اجماع امت کے
مسلک حقہ اہل سنت کی وسیع شناخت کھو کر بریلویت کا لیبل
لگا لیں اور بقیہ فرقہ وارانہ جماعتیں خود کو اہل سنت
کہلوائیں"۔(۱)

آستانہ عالیہ شاہ آباد شریف (گڑھی اختیار خاں) کے سجادہ نشین صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری صاحب مدظلہ' اسے جاہلانہ اقدام قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اہل سنت و جماعت کو بریلوی کہنا کسی طرح درست نہیں'
اگر آج جماعت اسلامی کے افراد کو مودودی پارٹی یا مودودیئے
کہنا اور تبلیغی جماعت کو الیاسی جماعت کہنا درست نہیں تو
آخر ملک کے سواد اعظم کو بریلوی کہنا کس منطق کی رو سے
درست ہے؟ تعجب ہے کہ خود کو اہل سنت کے بعض
اصحاب کو بھی اس کا احساس نہیں اور وہ بڑے فخر سے اپنے
آپ کو "بریلوی" کہہ کر متعارف کراتے ہیں جبکہ حقیقت یہ
ہے کہ اسلام بریلی یا دیوبند کی سرزمین سے نہیں پھوٹا' لہذا
اس طرح کی تراکیب و نسبتیں اپنانا عالمانہ نقطہ نظر سے
فریقین کے لئے ایک جاہلانہ اقدام ہے"۔(۲)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے پڑپوتے علامہ مولانا اختر رضا خان بریلوی الازہری مدظلہ سے ایک انٹرویو کے دوران جب آپ سے سوال کیا گیا کہ

پاکستان میں بعض لوگ اپنے آپ کو بریلوی کہتے ہیں اور بعض اپنے آپ کو دیوبندی' کیا یہ اچھی بات ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

بریلوی کوئی مسلک نہیں ہے' ہم مسلمان ہیں' اہل سنت و جماعت ہیں' ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ حضور ﷺ کے صحابہ کا ادب کرتے ہیں' حضور ﷺ کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں' حضور ﷺ کی امت کے اولیاء اللہ سے عقیدت رکھتے ہیں' فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مقلد ہیں' ہم اپنے آپ کو "بریلوی" نہیں کہتے۔ ہمارے مخالف ہمیں "بریلوی" کہتے ہیں۔ (۳)

ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مدظلہ اس بے بنیاد الزام کی تردید یوں فرماتے ہیں:۔

امام احمد رضا پر ایک الزام یہ ہے کہ وہ "بریلوی" فرقے کے بانی ہیں۔ اگر تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ "بریلوی" کوئی فرقہ نہیں بلکہ سواد اعظم اہل سنت کے مسلک قدیم کو عرف عام میں "بریلویت" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ عرف بھی پاک و ہند میں محدود ہے۔ اصل میں امام احمد رضا اور اس مسلک قدیم کے مخالفین نے اس کو "بریلویت" کے نام سے یاد کیا ہے اور بقول ابو یحیٰ امام خاں نوشہروی "یہ نام اہل حدیث کا دیا ہوا ہے"۔ پروفیسر ڈاکٹر

جمال الدین (جامعہ ملیہ دہلی) نے بھی اپنے ایک تحقیقی
مقالے میں یہی تحریر فرمایا ہے کہ "یہ نام مخالفین کا دیا ہوا
ہے"۔ (۴)

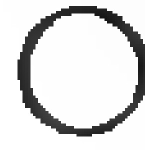
مخالفین کے مکروہ پروپیگنڈہ کے باوجود حقیقت نہ مٹ سکی اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے خلاف شرک و بدعت کے الزامات بے سروپا افسانے معلوم ہوئے۔

آج دنیا کا گوشہ گوشہ "ذکر رضا" سے معمور ہے۔ علمی و تحقیقی کام عروج پر ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی شخصیت' احوال اور آپ کے علوم و فنون پر ہزاروں کتابیں چھپ کر پھیل رہی ہیں۔ ہر قلم کار آپ کو ہدیہ تحسین پیش کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ راقم اپنوں اور بیگانوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ آؤ! اعلیٰ حضرت کی حمایت کرو --- اللہ تمہیں "اعلیٰ حضرت" بنا دے گا۔ اعلیٰ حضرت کی مخالفت چھوڑو --- ورنہ "ادنیٰ حضرت بن کر رہ جاؤ گے۔ ہاں یاد رکھو --- امام احمد رضا کو نگاہ نابالغ سے دیکھو گے --- تو ایمان جانے کا ڈر ہے --- ہماری تمہاری نگاہوں میں دم نہیں کہ "مقام رضا" پہچانیں۔ مقام رضا پہچاننا ہے تو پھر بزرگوں کی نگاہ سے اعتماد کرنا ہو گا --- امام احمد رضا کو دیکھنا ہے تو نگاہ ولایت سے دیکھو --- اعلیٰ حضرت کو پہچاننا ہے تو بزرگوں کی نگاہ سے پہچانو --- آؤ بزرگوں کا اتباع کر لو --- آؤ کاملین ہی کو "معیار حق" بنا لو --- ولی را ولی می شناسد --- نگاہیں اٹھاؤ اور دیکھو۔ ہاں دیکھو ---

کاملین کی نگاہ سے دیکھو
عارفین کی نگاہ سے دیکھو
عاشقین کی نگاہ سے دیکھو

مجذوبین کی نگاہ سے دیکھو
محدثین کی نگاہ سے دیکھو
سالکین کی نگاہ سے دیکھو

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے



سرتاج الاولیاء غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

۴۷۰ھ-----------۵۶۱ھ

سرتاج الاولیاء حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' اقلیم ولایت کے تاجدار ہیں۔ خانوادہ سادات کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی ولادت "گیلان" میں ہوئی۔ چار سال کی عمر میں آپ کے والد بزرگوار وصال فرما گئے۔ پھر آپ نے اپنے نانا سید عبداللہ صومعی علیہ الرحمۃ کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ گھر پر علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد اٹھارہ سال کی عمر میں آپ بغداد شریف تشریف لائے اور اس وقت کے جلیل القدر اساتذہ سے سماع حدیث فرما کر علوم کی تکمیل فرمائی۔ آپ کو بیعت و خلافت کا شرف حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے حاصل تھا۔ آپ کے فضائل کا احاطہ طاقت بشری سے بالاتر ہے۔ آپ کے اخلاق حسنہ اور فضائل حمیدہ کی تعریف میں اولیاء اللہ کے تذکرے بھرے پڑے ہیں۔

سیرت و کردار کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔ اپنے تو اپنے غیر مسلم بھی آپ کے حسن سلوک کے گرویدہ تھے۔ آپ مجسمہ ایثار و سخاوت اور اعلیٰ اوصاف کے پیکر ہیں۔ "سلسلہ عالیہ قادریہ" آپ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ مجاہدات و ریاضات اور مواعظ حسنہ کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا' متعدد تالیفات آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا مزار "بغداد شریف" (عراق) میں حاجت

روائے خلق ہے۔

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند قاری محمد امانت رسول قادری تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجمع السلاسل عارف باللہ حضرت مولانا شاہ خواجہ احمد حسین صاحب نقشبندی مجددی امروہوی کو سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اشارہ ہوا کہ مولانا شاہ احمد رضا خاں سے ملاقات کیجئے لہٰذا حضرت خواجہ احمد حسین صاحب ۲۴ رمضان ذیشان ۱۳۳۱ھ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی کی ملاقات کے لئے پہنچے' مغرب کا وقت تھا' جماعت قائم ہو چکی تھی' نماز مغرب کی پہلی رکعت تھی' اعلیٰ حضرت امامت فرما رہے تھے' شاہ صاحب بھی جماعت میں شامل ہو گئے۔ نماز مغرب کے قعدہ اخیرہ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو حضور پرنور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے القا فرمایا کہ خواجہ احمد حسین حاضر ہیں ان کو اجازت نامہ عطا کر دیجئے۔ اعلیٰ حضرت نے سلام پھیرتے ہی اپنے سر کا عمامہ اتار کر خواجہ احمد حسین شاہ صاحب کے سر پر رکھ دیا اور احادیث و اعمال و اشغال اور سلاسل کی اجازت نامہ عطا فرمائی نیز فی البدیہہ "تاج الفیوض" (۱۳۳۱) کا لقب بھی عطا فرمایا جس سے سن ۱۳۳۱ھ نکلتی ہے۔ خواجہ احمد حسین صاحب نے عرض کیا کہ حضور

ابھی تو آپ سے گفتگو کا شرف بھی حاصل نہیں ہوا اور اس
فقیر پر آپ کی یہ عنایتیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ابھی نماز
کے قعدہ اخیرہ میں میرے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ' کی طرف سے میرے قلب پر القا ہوا کہ خواجہ احمد
حسین حاضر ہیں ان کو اجازت نامہ دے دیجئے۔
سندیں حضرت خواجہ احمد کو بھی سلسلے کی احادیث و اعمال کی
غوث اعظم کے ارشاد پر تم نے دیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا

(۵)

حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمتہ اور شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ کو بھی خواب میں صاف صاف فرمادیا کہ "امام احمد رضا علیہ الرحمتہ میرے نائب ہیں"۔ (تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے)

خاتم الاکابر سید آل رسول مارہروی علیہ الرحمتہ

۱۲۰۹ھ ---------- ۱۲۹۶ھ

خاتم الاکابر سید آل رسول مارہروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سادات مارہرہ کے گل سرسبد ہیں۔ تعلیم و تربیت والد ماجد سید شاہ آل برکات ستھرے میاں علیہ الرحمتہ کی آغوش شفقت میں ہوئی۔ حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی' مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی' شاہ نور الحق رزاقی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

سے بھی کتب معقولات علم کلام' فقہ و اصول فقہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ آپ کو کئی بزرگوں سے کئی سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل ہونے کے علاوہ حضور سیدی اچھے میاں علیہ الرحمتہ سے بھی اجازت حاصل تھی اور مرید بھی حضرت اچھے میاں علیہ الرحمتہ کے سلسلے میں فرماتے تھے۔

آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے ۳۷ ویں امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ چودھویں صدی کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ایک ہیں۔ آپ کی مساعی و کوشش سے اسلام و مذہب اہل سنت کو استحکام حاصل ہوا۔ بڑے نڈر' بے باک' شفیق اور مہربان تھے۔ غرباء و مساکین کی ضرورتوں کو پورا کرتے۔ علوم ظاہر و باطن میں ماہر اور مکاشفہ میں عجب شان رکھتے تھے۔ آپ کی شان بڑی ارفع و اعلیٰ ہے۔ اسلاف کی زندہ و تابندہ یادگار تھے۔ آپ کے خلفائے کرام اپنے وقت کی نابغہ روزگار ہستیاں ہیں۔ سب آفتاب و ماہتاب ہیں۔ آپ کا مزار پر انوار مارہرہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند قاری محمد امانت رسول قادری خامہ فرسا ہیں:۔

" ۱۲۹۴ھ جمادی الاخریٰ کا واقعہ ہے کہ ایک روز اعلیٰ حضرت قبلہ روتے روتے سو گئے' خواب میں دیکھا کہ آپ کے جد امجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خان صاحب علیہ الرحمتہ تشریف لائے' ایک صندوقچی عطا فرمائی اور فرمایا عنقریب وہ شخص آنے والا ہے جو تمہارے درد دل کی دوا کرے گا۔ دوسرے روز تاج الفحول محب رسول حضرت مولانا خواجہ شاہ عبدالقادر صاحب عثمانی بدایونی قدس سرہ

الربانی تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ مقدسہ تشریف
لے گئے۔ مارہرہ مقدسہ کے اسٹیشن ہی پر اعلیٰ حضرت نے
فرمایا شیخ کامل کی خوشبو آرہی ہے۔ جب امام الاولیاء سلطان
العارفین تاجدار مارہرہ حضرت مولانا خواجہ سید شاہ آل
رسول صاحب حسینی قدس سرہ الربانی کی خدمت بابرکت
میں پہنچے۔ حضرت نے دیکھتے ہی فرمایا' آیئے ہم تو کئی روز
سے انتظار کر رہے ہیں۔ پھر بیعت فرمایا اور اسی وقت تمام
سلاسل کی اجازت بھی عطا فرما دی یعنی خلافت بھی بخش
دی۔ اور جو عطیات سلف سے چلے آرہے تھے وہ بھی سب
عطا فرما دیئے اور ایک صندوقچی جو وظیفہ کی صندوقچی کے نام
سے منسوب تھی عطا فرمائی اور تمامی اوراد و وظائف اعمال و
اشغال کی اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ دیکھ کر تمام مریدین کو جو
حاضر تھے' تعجب ہوا' جس میں قطب دوراں تاج الاولیاء
حضرت مولانا شاہ سید ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب علیہ
الرحمتہ نے (جو حضرت کے پوتے اور جانشین تھے) اپنے جد
امجد سے عرض کیا' حضور! بائیس سال کے اس بچہ پر یہ کرم
کیوں ہوا؟ جبکہ حضور کے یہاں کی خلافت اجازت اتنی عام
نہیں برسوں' مہینوں آپ چلے ریاضتیں کراتے ہیں جو کی
روٹی کھلوا کر منزلیں طے کراتے ہیں پھر اگر اس قابل پاتے
ہیں تب ایک دو سلسلہ کی اجازت خلافت (تاکہ تمام سلاسل

کی) عطا فرماتے ہیں' حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ والرضوان بھی بہت بڑے روشن ضمیر عارف باللہ تھے۔ اس لئے یہ سب کچھ دریافت کیا تاکہ زمانے کو اس بچے کا مقام ولایت و شان مجددیت کا پتہ چل جائے' سیدنا شاہ آل رسول قدس سرہ نے ارشاد فرمایا' اے لوگو! تم احمد رضا کو کیا جانو۔ یہ فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا۔ "میاں صاحب! میں متفکر تھا کہ اگر قیامت کے دن رب العزت جل مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ آل رسول ﷺ تو دنیا سے میرے لئے کیا لایا تو میں کیا جواب دوں گا۔ الحمد للہ آج وہ فکر دور ہو گئی۔ مجھ سے رب تعالٰی جل و علا جب یہ پوچھے گا تو دنیا سے میرے لئے کیا لایا تو میں مولانا احمد رضا خاں کو پیش کر دوں گا۔ اور حضرات اپنے قلوب زنگ آلود لے کر آتے ہیں' ان کو تیار ہونا پڑتا ہے' یہ اپنے قلب کو مجلی مصفی لے کر تشریف لائے۔ بالکل تیار آئے ان کو تو صرف نسبت کی ضرورت تھی۔ نیز فرمایا کہ میاں صاحب! میری اور میرے مشائخ کی تمام تصانیف مطبوعہ یا غیر مطبوعہ جب تک مولانا احمد رضا خاں کو نہ دکھائی جائیں شائع نہ کی جائیں' جس کو یہ بتائیں چھپے وہ چھاپی جائے جس کو منع کریں وہ ہرگز نہ چھاپی جائے۔ جو عبارت یہ بڑھا دیں وہ میری اور میرے مشائخ کی جانب سے بڑھی ہوئی سمجھی جائے اور جس عبارت کو کاٹ دیں وہ کٹی ہوئی سمجھی جائے۔

بارگاہ نبوی ﷺ سے یہ اختیارات ان کو عطا ہوئے ہیں۔
حضرت نوری میاں صاحب قدس سرہ نے پھر جو اعلیٰ حضرت کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالی تو برجستہ فرمانے لگے۔ "واللہ! یہ چشم و چراغ خاندان برکات ہیں"۔ (۶)

اویس زمانہ مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمۃ

۱۲۰۸ھ ---------- ۱۳۱۳ھ

اویس زمانہ مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمۃ ہندوستان میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ مشہور بزرگ حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن لکھنوی علیہ الرحمۃ نے آپ کا نام "فضل رحمٰن" رکھا تھا۔ یہ نام تاریخی بھی ہے۔ آپ نے مولانا نورالحق صاحب سے پڑھنے کے بعد دہلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث علیہ الرحمۃ کے درس میں شریک ہو کر بخاری شریف کی سماعت کی' ان کے انتقال کے بعد حضرت شاہ محمد آفاق علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت میں رہ کر طریقت کی تعلیم حاصل کی اور بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا پھر اجازت و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے' آپ زیادہ تر سفر میں رہے۔ جب عمر مبارک زیادہ ہوئی تو ترک سفر کر کے مستقل گنج مراد آباد میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کا حلقہ بہت ہی وسیع ہے۔ عقیدت مندوں کا ہجوم ہوا۔ نامور علماء و مشائخ حاضر بارگاہ ہوتے ہیں۔ طویل عمر میں واصل بحق ہوئے۔ گنج مراد آباد ہی میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند قاری محمد امانت رسول قادری تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۲۹۴ھ کا واقعہ ہے۔ ۲۷ رمضان المبارک کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ القوی شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد حنیفی انصاری علیہ رضوان الصمد محدث سورتی ثم پیلی بھیتی کی رفاقت میں شیخ الشیوخ حضرت مولانا فضل رحمٰن علیہ رضوان المنان گنج مراد آبادی سے ملاقات کے لئے روانہ ہوئے۔ نبیرہ محدث سورتی حضرت شاہ مانا میاں صاحب نے فرمایا اس سفر میں اعلیٰ حضرت سرکار کے ہمراہ مولوی حکیم خلیل الرحمٰن خان صاحب تلمیذ مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی، قاضی خلیل الدین حسن رحمانی المعروف حافظ پیلی بھیتی اور استاذ زمن مولانا احمد حسن کانپوری بھی شامل تھے۔ ادھر گنج مراد آباد شریف میں شاہ صاحب نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ آج ایک شیر حق آ رہا ہے، چلو اس کا استقبال کیا جائے۔ شاہ صاحب نے مریدوں کے ساتھ قصبہ کے باہر تشریف لا کر اعلیٰ حضرت کا استقبال فرمایا اور اپنے مخصوص حجرے میں مہمان ٹھہرایا، عصر کے بعد کی مجلس میں اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "مجھے آپ میں نور ہی نور نظر آتا ہے"۔ نیز فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنی ٹوپی آپ کو اڑھا دوں

لور آپ کی ٹوپی خود اوڑھ لوں۔ یہ فرما کر اپنی ٹوپی اعلیٰ حضرت کو اڑھادی اور اعلیٰ حضرت کی ٹوپی خود اوڑھ لی۔ اعلیٰ حضرت نے واپسی کی اجازت چاہی اور فرمایا کہ والد ماجد سے اتنی ہی اجازت لے کر آیا تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا ان سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ دو روز فضل رحمٰن نے روک لیا تھا اور یوں ۲۹ رمضان المبارک کو رخصت فرمایا۔ یہاں پر قابل ذکر یہ بات ہے کہ اس وقت اعلیٰ حضرت کی عمر صرف بیس سال کی تھی اور حضرت شاہ صاحب کا چونکہ تاریخی نام "فضل رحمٰن" یعنی ۱۲۰۸ھ میں ولادت ہوئی تو عمر شریف چوراسی سال کی تھی یعنی اعلیٰ حضرت کی صغر سنی اور حضرت شاہ صاحب کی کبر سنی۔ لیکن ایک اللہ کے ولی نے اپنی نگاہ ولایت سے پہچان لیا کہ اس نوجوان عالم کا آفتاب ولایت ایک وقت میں طلوع ہو کر چمکے گا۔ اور اپنی نورانیت سے عالم کو منور فرمائے گا۔ جبھی تو فرمایا مجھے آپ میں نور ہی نور نظر آتا ہے۔ وہ ٹوپی شاہ صاحب کی آج بھی پاکستان میں نبیرہ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند علامہ الحاج الشاہ محمد ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمتہ کے والد حضرت الحاج شوکت حسن خان صاحب رضوی مدظلہ العالی کے پاس موجود ہے۔

اپنی ٹوپی تجھے دیں تری اوڑھ لیں حضرت فضل رحمٰن اور یوں کہیں

نور ہی نور ہے تجھ میں جلوہ گزیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا

(۷)

قدوۃ السالکین سیدنا حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ

۱۲۳۸ھ ---------- ۱۳۲۳ھ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ سلسلہ عالیہ وارثیہ کے مورث اعلیٰ ہیں' آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں اپنے بہنوئی حضرت سید خادم علی شاہ علیہ الرحمتہ سے شرف خلافت حاصل ہے۔ آپ کی ساری زندگی فقیرانہ حالت میں گزری۔ والدین بچپن ہی میں داغ مفارقت دے گئے تھے' سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ پندرہ سال کی عمر میں سلطان الہند خواجہ حضرت معین الدین اجمیری علیہ الرحمتہ کے دربار میں حاضر ہوئے تو جوش ادب میں آپ نے ہمیشہ کے لئے جوتا ترک کر دیا۔ حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول ﷺ میں کم عمری ہی میں کئی دفعہ حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ دوران حج روزانہ مسجد حرام میں دو رکعت میں پورا کلام پاک ختم فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا پیغام "محبت" ہے اور آپ نے ہمیشہ "درس محبت" ہی دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے سلسلہ میں محبت ہی محبت نظر آتی ہے۔ آپ کا مزار پر انوار دیوہ شریف (ضلع بارہ بنکی' انڈیا) میں مرجع انام ہے۔

ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا عبید اللہ خاں اعظمی مدظلہ فرماتے

ہیں:۔

سوال کیا جاتا ہے کہ انھیں "اعلیٰ حضرت" کیوں کہتے ہو' ہم نے تو نہیں کہا' کسی نے کہا ہم نے متابعت کرلی' مولانا حاجی سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جب مولوی لوگ آتے تھے تو کسی کو "مولانا" نہیں کہتے تھے۔ کتنے بڑے بھی عالم آپ کی خدمت میں گئے' ہمیشہ حضرت نے "مولوی" ہی کہا مگر جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اپنے چند خادموں کے ساتھ آپ کی زیارت کو گئے تو حضرت حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے'

"آؤ! مولانا آؤ! تم تو اعلیٰ حضرت ہو"۔

قبلہ حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمتہ کے عطا کردہ لقب کو ایسی شہرت عام حاصل ہے کہ جب بھی "اعلیٰ حضرت" کا لفظ استعمال کیا جائے تو اس سے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ ہی کا نام سامنے آجاتا ہے۔(۸)

شیخ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ

۱۸۴۶ء ------------- ۱۹۱۶ء

شیخ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ' حضرت محمد بن

حنفیہ رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ آپ کا شمار بھی پاک و ہند کے کاملین میں ہوتا ہے۔ آپ کے علمی کارنامے تاریخ کا حصہ ہیں۔ علوم دینیہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا، علم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ تدریس و تصنیف کے ذریعے بھی آپ نے علوم حدیث کی زریں خدمات انجام دی ہیں۔ کئی کتابوں پر آپ کے شاندار حواشی آپ کی یادگار ہیں۔ "مدرستہ الحدیث" کے نام سے آپ نے مدرسہ قائم فرمایا۔ نابغہ روزگار شخصیات نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے۔ اویس زمانہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ سے بیعت تھے۔ یوپی کے شہر پیلی بھیت میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے آپ کے خصوصی مراسم تھے۔ دونوں ایک دوسرے کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ راقم نے ایک مقالے میں دونوں کے تعلقات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ (۹)

استاذ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ کے آخری شاگرد سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ ۱۳۷۹ھ میں بمقام ناگپور "یوم رضا" کے موقع پر اپنے صدارتی خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

"میرے استاذ فن حدیث کے امام (علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمتہ) کو بیعت حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی (علیہ الرحمتہ) سے تھی مگر حضرت کی زبان پر پیرو مرشد کا ذکر میرے سامنے کبھی نہ آیا اور اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کے بکثرت تذکرے محویت کے ساتھ فرماتے تھے'

میں اس وقت تک بریلی حاضر نہ ہوا تھا۔ اس انداز کو دیکھ کر
میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ کے پیرو مرشد کا تذکرہ
نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کا آپ خطبہ پڑھتے
رہتے ہیں' فرمایا جب میں نے پیرو مرشد سے بیعت کی تھی'
بایں معنی مسلمان تھا کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا
مگر جب میں اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) سے ملنے لگا تو مجھ کو
ایمان کی حلاوت مل گئی۔ اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ
تعالیٰ حقیقی ہے جس نے حقیقی ایمان بخشا۔ اس کی یاد سے
اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔ حضرت کا انداز بیان اور
اس وقت چشم پرنم۔ مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ واقعی ولی
راولی می شناسد اور عالم را عالم می داند۔ میں نے عرض کیا کہ
علم الحدیث میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں۔ فرمایا ہرگز نہیں۔
پھر فرمایا کہ شہزادہ صاحب! آپ کچھ سمجھے کہ ہرگز نہیں کا کیا
مطلب ہے۔ سنئے کہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) اس فن میں
امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ میں سالہا سال صرف اس فن
میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔ (۱۰)

شیخ الثانی حافظ محمد عبداللہ قادری علیہ الرحمتہ

۱۲۸۳ھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۳۴۶ھ

شیخ الثانی حافظ محمد عبداللہ قادری علیہ الرحمتہ خانقاہ بھرچونڈی شریف کے ممتاز فرد ہیں۔ آپ نے تعلیم و تربیت اپنے چچا حافظ ملت حافظ محمد صدیق علیہ الرحمتہ سے حاصل کی۔ یہی آپ کے پیر و مرشد بھی تھے۔ آپ نے "خانقاہی نظام" بحال کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی' آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ اتباع شریعت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے حتیٰ کہ بعض چھوٹے چھوٹے مسائل پر بھی گہری نظر رکھتے اور ان پر عمل کرتے۔ آپ کی پوری زندگی اسوہ رسول (ﷺ) کا نمونہ تھی۔ خانقاہ بھرچونڈی شریف میں اپنے پیرو مرشد حافظ ملت حافظ محمد صدیق علیہ الرحمتہ کے پہلو میں محو استراحت ہیں۔

شیخ الثانی حافظ محمد عبداللہ قادری علیہ الرحمتہ چونکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے ہم زمانہ اور ہم عصر تھے اسی لئے ان سے خط و کتابت کے آثار بھی ملتے ہیں۔

چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں جب ایک بہت اہم مسئلہ سندھ سمیت پورے برصغیر میں زیر بحث آیا کہ انگریز کے تسلط کے باوجود ہندوستان "دارالسلام ہے یا دارالحرب" اور یہ سوال بھی کیا جانے لگا کہ مسلمان یہاں سے ہجرت کریں یا اس کے خلاف مزاحمت کریں۔ چنانچہ ان حالات میں شیخ الثانی حافظ محمد عبداللہ قادری علیہ الرحمتہ نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرف رجوع کیا اور آپ سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے ایک استفتاء بریلی شریف روانہ کیا' امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے جواب میں ہندوستان کو دارالسلام

قرار دیتے ہوئے ہجرت کرنے سے منع فرمادیا۔

شیخ الثانی حافظ محمد عبداللہ قادری علیہ الرحمتہ نے اپنے استفتاء میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کو جن القاب سے یاد کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں:۔

بخدمت تاج الفقہا سراج العلماء المدققین حامی السنہ والدین غیاث الاسلام والمسلمین مجدد مأۃ حاضرہ شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری" (علیہ الرحمتہ)(۱)

شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ

۱۲۸۴ھ ------------ ۱۳۴۷ھ

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ اپنے دور کے جلیل القدر قطب ہیں' آپ ظاہری و باطنی علوم و فنون میں یگانہ روز ہیں۔ آپ عالم شباب ہی میں حضرت خواجہ امیرالدین علیہ الرحمتہ کے دست شفقت پر بیعت ہوئے۔ آپ کی ساری زندگی تبلیغ اسلام میں گزری۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ کشف و کرامات سے مرقع نظر آتا ہے۔ لیکن آپ کی سب سے معروف کرامت "سنت مصطفیٰ ﷺ" سے محبت و عقیدت ہے۔ آپ نے تبلیغ دین کے سلسلے میں کسی کی بھی رعایت نہ فرمائی۔ سنت مصطفیٰ ﷺ کا ایسا حسین نقشہ پیش فرمایا کہ اس پر آنے والی نسلیں تاقیامت جتنا فخر کریں کم ہے۔ آپ نے ایک آن بھی سنت نبوی ﷺ کی خلاف ورزی برداشت نہیں کی۔ آپ صحیح معنوں میں عاشق الرسول ﷺ ہیں۔ آپ کا مزار فیض آثار "شرق پور شریف"

(شیخوپورہ) میں دعوت نظارہ دے رہا ہے۔

حضرت شیر ربانی علیہ الرحمتہ اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے عقائد و نظریات میں کافی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ آپ نے بھی عقائد حقہ کی سختی سے پاسبانی فرمائی۔ آپ کی مسجد کے محراب پر بھی لکھا ہوا ہے۔ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ"۔ (۱۲)

مولانا محمد صابر نسیم بستوی لکھتے ہیں:۔

"شیخ وقت حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمتہ کو خواب میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' السبحانی کی زیارت ہوئی۔ میاں صاحب نے دریافت کیا حضور! اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا۔ "بریلی میں احمد رضا"۔ (۱۳)

حاجی فضل احمد مونگہ شرقپوری تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ بریلی شریف بھی گئے تھے' واپسی پر آپ نے بابا شیخ محمد عاشق مونگہ مرحوم کو فرمایا۔ "عاشقا! میں بریلی شریف گیا تھا' جب میں وہاں پہنچا تو مولانا احمد رضا خاں صاحب (علیہ الرحمتہ) درس دے رہے تھے۔ یارا جب میں نے بیٹھ کران کا درس سنا تو مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب (علیہ الرحمتہ) جو بھی حدیث شریف بیان کرتے ہیں وہ براہِ راست حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھ کر بیان کرتے ہیں"۔ ملخصاً" (۱۴)

فخر السادات ابو النصر پیر سید سردار احمد شاہ قادری علیہ الرحمۃ

۱۳۰۲ھ -------------- ۱۳۵۱ھ

فخر السادات ابو النصر پیر سید سردار احمد شاہ قادری علیہ الرحمۃ کا سلسلہ نسب شیخ الشیوخ حضرت سید عثمان مروندی المعروف لال شہباز قلندر علیہ الرحمۃ تک پہنچتا ہے' تعلیم و تربیت کے بعد روحانی منازل کے لئے غوث وقت حافظ محمد عبداللہ قادری علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پہ بیعت ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ کی مجلس علم و ادب اور فقرو درویشی کا بہترین نمونہ ہوتی ہے۔ آپ کو تفسیر' حدیث' فقہ' کلام' تصوف' رمل' جفر' نجوم اور ہندسہ وغیرہ علوم میں زبردست مہارت تھی۔ چند عالمانہ تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ آپ نے سات سال مسجد نبوی ﷺ میں بھی پڑھانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ مدینہ منورہ میں ہی اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے آپ کی ملاقات ہوئی' ایک وقت کا کھانا بھی دونوں نے اکٹھے کھایا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے آپ کا قلمی رابطہ بھی رہا ہے۔ فتاویٰ رضویہ کی پانچویں جلد حصہ سوم میں آپ کا ایک استفتاء اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا جواب موجود ہے۔ آپ کا مزار شاہ آباد شریف (گڑھی اختیار خاں) میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

ابو النصر پیر سید سردار احمد شاہ قادری علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ آپ کا کلام حدائق بخشش

آپ کی زبان پر جاری رہتا۔ یہاں تک کہ زندگی کے آخری لمحات میں شب وصال اپنے صاحبزادے مولانا سید مغفور القادری علیہ الرحمتہ سے کہا مجھے نعت سناؤ۔ چنانچہ صاحبزادے نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی یہ نعت۔

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

پڑھنا شروع کی تو یکایک اٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے۔

یہ درد اس درد کا غلام ہے جب وہ درد آ جاتا ہے تو جسمانی درد رخصت ہو جاتا ہے' راہ طلب میں مالکوں کو جو سوز اور درد عطا کیا جاتا ہے' جسمانی درد اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ جب وہ اپنا اثر کرتا ہے تو مادی دنیا کے تمام وسائل و اسباب یک قلم رخصت ہو جاتے ہیں۔ (۱۵)

شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمتہ

۱۲۶۶ھ ------------ ۱۳۵۵ھ

شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمتہ سلسلہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے عظیم روحانی پیشواء ہیں۔ اپنے برادر اکبر قطب المشائخ شاہ اشرف حسین علیہ الرحمتہ سے مرید ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے' آپ نے چار مرتبہ حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ ہر بار دربار نبوی ﷺ سے خاص نعمتیں مرحمت ہوئیں۔ بیت المقدس' شام و مصر' کربلائے معلیٰ' بغداد

شریف اور کئی متبرک مقامات کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ صد ہا علماء مشائخ داخل سلسلہ ہوئے اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیے گئے۔ کئی مشائخ عظام نے آپ کو بھی مختلف سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی۔

شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمتہ علاوہ باطنی اعلیٰ اوصاف و خصوصیات کے ظاہری شکل و صورت میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ' کے ہم شکل و صورت تھے' ارباب مشاہدہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔ ہزار ہا افراد تو صرف آپ کے حسن خداداد کی زیارت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے' آپ کی تقریر نہایت موثر ہوتی تھی۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے بعد سلسلہ عالیہ اشرفیہ میں آپ جیسا مرجع الخلائق کوئی دوسرے بزرگ نہیں گزرے' آپ ہی کی ذات مبارکہ سے شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک صدیوں بعد سلسلہ اشرفیہ بلاد اسلامی میں پھیلا۔ آپ کا مرقد اقدس مخدوم سید اشرف علیہ الرحمتہ کی درگاہ میں زیارت گاہ ہے۔

قبلہ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ کے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے بہت گہرے مراسم تھے۔ دونوں آپس میں شیرو شکر تھے۔ ایک دوسرے کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ مولانا پیر محمود احمد قادری مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ایک بار اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمتہ' حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ' کے مزار مبارک کے اندر سے فاتحہ پڑھ کر نکل رہے تھے اور فاضل بریلوی امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان قدس سرہ بغرض

فاتحہ جارہے تھے کہ فاضل بریلوی کی نظر آپ پر پڑی' دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی (علیہ الرحمتہ) تھے۔ اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردہ و پروردہ سہ محبوباں (۱۶)

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند قاری محمد امانت رسول قادری مدظلہ رقم طراز ہیں:۔

"حجتہ الاسلام کے دلبلو مخدومی حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ تقدس علی خاں صاحب پاکستانی (علیہ الرحمتہ) نے راقم الحروف محمد امانت رسول رضوی سے دوسری بار کی حاضری حرمین شریفین ۱۴۰۰ھ ہمراہ برادرم حافظ محمد عنایت رسول صاحب مدینہ طیبہ میں فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ سید علی حسین صاحب اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ از اولاد امجاد سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر و بیشتر اعلیٰ حضرت قبلہ (علیہ الرحمتہ) سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے' دونوں ایک دوسرے کی دست بوسی فرماتے' اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) جس مسند پر تشریف فرما ہوتے تھے اس پر کسی کو نہیں بٹھاتے تھے لیکن ایک بار میری موجودگی میں حضور اشرفی میاں' اعلیٰ حضرت سے ملنے تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ حضور اشرفی میاں کچھوچھوی قدس سرہ کا واقعہ ہے کہ جب ٹرین سے سفر

فرماتے اور ٹرین اگر بریلی شریف سے گزرتی ہوئی جاتی تو
حضرت اشرفی میاں ٹرین میں کھڑے ہو جاتے' رفقاء پوچھتے۔
حضور کیوں کھڑے ہوئے تو فرماتے' قطب الارشاد مولانا شاہ
احمد رضا خان صاحب (علیہ الرحمۃ) اپنی مسند پر اس آل
رسول کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں' میں نائب رسول
(ﷺ) کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا"۔ (۱۷)

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمۃ اپنے جمیع مریدان اور محبان خاندان اشرفیہ کو نصیحت فرماتے ہوئے کہتے ہیں:۔

۱۔ "فرقہ گاندھویہ کی رفاقت اور ان کا ساتھ دینا جائز نہیں ہے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہل سنت کے فتووں پر عمل کرنا واجب ہے۔ کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے"۔ ملخصاً

۲۔ "اس فقیر کو مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک خاص رابطہ خصوصیت ہے یعنی حضرت مولانا سید شاہ آل رسول احمدی رحمتہ اللہ علیہ مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے۔ مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے فتوے پر میں اور میرے مریدان عمل کرتے ہیں"۔ ملخصاً" (۱۸)

مولانا محمد صابر نسیم بستوی مدظلہ یوں خامہ فرسا ہیں۔

"حضرت سیدنا شیخ المشائخ مولانا علی حسین صاحب کچھوچھوی
علیہ الرحمۃ اپنے خدام و مریدین سے فرمایا کرتے تھے' میرا
مسلک شریعت و طریقت میں وہی ہے جو حضور پر نور اعلیٰ

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ
کا ہے' لہٰذا میرے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے کے
لئے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف ضرور زیر
مطالعہ رکھو"۔ (۱۹)

فخر خانوادہ اشرفی سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے شوال ۱۳۷۹ھ میں بمقام ناگپور "یوم ولادت احمد رضا" کے موقع پر اپنے صدارتی خطبہ کے آخر میں یہ انکشاف فرمایا:۔

میں اپنے مکان پر تھا اور بریلی کے حالات سے بے خبر تھا' میرے حضور شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ العزیز وضو فرما رہے تھے کہ یکبارگی رونے لگے' یہ بات کسی کو سمجھ میں نہ آئی کہ کیا کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہے' میں آگے بڑھا تو فرمایا کہ بیٹا! میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ کر رو پڑا ہوں۔ چند گھنٹے بعد بریلی کا تار ملا (اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے وصال کی خبر) تو ہمارے گھر میں کہرام پڑ گیا"۔ (۲۰)

مولانا محمد حسن علی رضوی میلسی مدظلہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:۔ "سیدنا شاہ علی حسین اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مریدین و متوسلین کو بوقت وصال فرمایا:۔

"میرا مسلک اصول و فروعات میں وہی ہے جو حضور پرنور اعلیٰ حضرت مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب' بریلوی رضی اللہ

عنہ کا ہے' میرے عقیدہ پر مضبوطی سے قائم رہنے کے لئے
اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتابوں پر پوری طرح عمل
کرو"۔(۲۱)

زبدۃ العارفین خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری علیہ الرحمۃ

----------۱۳۵۵ھ

زبدۃ العارفین خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری علیہ الرحمۃ مطلع رشد و ہدایت پر خورشید ضوفشاں بن کے چمکے' ایک ایسا آفتاب ہدایت جو "الور" جیسے کفرستان کی تاریک فضاؤں میں توحید و رسالت کی کرنیں بکھیر گیا۔ ایک ایسا بوریہ نشین فقیر جس نے اتباع مصطفیٰ (ﷺ) کی روشنی سے ایک عالم روشن کر دیا۔ آپ کا سلسلہ نسب متعدد واسطوں سے صحابی رسول حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ قرآنی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ فارسی کی تکمیل ماموں شیخ فرید الدین علیہ الرحمۃ سے کی۔ فن قرأت جناب قادر بخش علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ خطاطی اور خوش نویسی مولانا رحیم اللہ شاہ علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ فنون عربیہ اور سند حدیث کے لئے ابتدائی عربی کتاب مولانا سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمۃ (خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ) سے پڑھیں۔ پھر باقاعدہ کتب متداولہ کی تکمیل اور درس حدیث اپنے پیرو مرشد علم ظاہری و باطنی کے جامع' علوم عقلیہ و نقلیہ کے مجمع البحرین اساتذہ وقت کے استاذ کل یعنی اعلیٰ حضرت شاہ محمد مسعود صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ سے حاصل کیا۔ حضرت ضیاء

معصوم کابلی علیہ الرحمتہ نے بھی آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ اور اویسیہ کا فیض عطا فرمایا۔ حضرت کی ساری زندگی ایک "ولی کامل" کی طرح گزری ہے۔ زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بھی آپ مشرف ہو چکے ہیں۔ آپ کے فیضان قلم سے سینکڑوں لوگوں کو فیض پہنچا ہے۔ رکن دین، روح الصلوۃ، توضیح العقائد، مولود محمود، دافع طاعون، اربعین اور ضمیمہ آداب سالک آپ کی معروف تصانیف ہیں۔

"الور" میں آپ کا مزار گہربار ہے جہاں صبح و شام رحمت و مغفرت اور انس و محبت کے خزانے لٹ رہے ہیں۔

خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری علیہ الرحمتہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے بہت زیادہ محبت و عقیدت تھی۔ آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "مولود محمود" میں کئی مقامات پر کلام رضا کے گلہائے رنگا رنگ سجائے ہیں۔ یہاں کہ کتاب کا اختتام بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی اس مناجات پر ہوتا ہے۔ جس کا آخری شعر یہ ہے۔

یا الٰہی جو دعائیں نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو (۲۲)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے آپ کے قلمی روابط کے آثار بھی ملے ہیں۔ آپ نے کئی استفتاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی خدمت میں بھیج کر جواب طلب فرمائے ہیں۔ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۲ ہجری میں ریاست الور سے یوں مخاطب ہوتے ہیں:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قامع بدعت و ضلالت جامع معقول

و منقول جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب لوام فیوضہم و
برکاتہم' السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ' فقیر حقیر مسکین محمد
رکن الدین حنفی نقشبندی مجددی نادیدہ مشتاق زیارت دو
مسئلے خدمت شریف میں پیش کر کے امیدوار ہے کہ جناب
اپنی تحقیق سے اس عاجز کو ممنون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ اس کا
اجر عظیم عطا فرماوے گا"۔ (۲۳)

یہی نہیں بلکہ آپ خود بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے
ہیں۔ صاحبزادہ ابو الخیر محمد زبیر صاحب لکھتے ہیں:۔

جب در رسول ﷺ کا ادنیٰ غلام' حبیب خدا کے آستانہ کا
"رکن الدین" نامی یہ گدائے بے مقام جب اس عاشق
رسول (اعلیٰ حضرت) سے ملنے کے لئے پہنچا تو یہ کھڑا ہوتا چلا
گیا اور یہی نہیں بلکہ عظمت غلام رسول کو ظاہر کرنے کے
لئے گھٹنوں کو تعظیما" چھونے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو
حضرت صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) نے ان بڑھتے ہوئے
ہاتھوں کو اپنے سینہ سے لگالیا۔ اس کے بعد اس عاشق نے
اپنے اس عاجزانہ اور متواضعانہ طرز کی علت اور وجہ بیان
کرتے ہوئے فرمایا۔ "مولانا! ہم تو علمائے اہل سنت کے غلام
ہیں"۔ گویا یہ بتلا دیا کہ یہ کسی فرد کی تعظیم نہیں بلکہ آپ
کے سینہ میں جو علم مصطفیٰ ﷺ ہے اس کی تعظیم ہے' جس
جذبہ کے ساتھ آپ مسلک حقہ کی خدمت کر رہے ہیں اور

دین متین کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ یہ درحقیقت اس کی تعظیم و تکریم ہے۔ اثنائے گفتگو میں اس صدی کے عظیم فقیہ نے فرمایا کہ اگر کھانا بچ جائے اور دینے کے لئے کوئی آدمی نظر نہ آئے سوائے ان گستاخان رسالت ﷺ کے تو اس کھانے کو کتے کے سامنے ڈال دینا بہتر ہے بہ نسبت ان بے ادب اور گستاخوں کو دینے سے'

اس پر حضرت کو ذرا تعجب ہوا کہ "وہ پھر بھی انسان تو ہیں" تو اس عاشق حبیب نے "درد و کرب" میں ڈوبی ہوئی آواز سے فرمایا۔

"مولانا! کیا کسی کتے نے آنحضرت ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی کی ہے؟ لہٰذا وہ کتا ان سے بہتر ہے جو خدا کے محبوب (ﷺ) کی اہانتیں کرتے ہیں"۔ (۲۴)

- خواجہ محمد رکن الدین الوری علیہ الرحمۃ بھی گستاخان رسول (ﷺ) کے لئے سیف المسلول تھے' جب بھی ان کے ساتھ برسرپیکار ہوئے تو "مناظر" کی خدمات بھی بریلی شریف ہی سے حاصل کیں۔ ملک العلماء محمد ظفرالدین بہاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔

۱۳۲۹ھ ملک میوات میں وہابیہ دیوبندیہ نے بہت اودھم مچا رکھا تھا اور بے چارے سیدھے سادے میواتیوں کو اپنے رام تزویر میں پھنسانا چاہتے تھے کہ جناب مولانا صوفی رکن الدین صاحب الوری (علیہ الرحمۃ) نے مولانا مولوی احمد حسین خان صاحب رامپوری مقیم درگاہ معلی اجمیر شریف اندرون

حجرہ نواب رامپور کو کسی عالم مناظرہ کو لینے کے لئے بریلی
شریف بھیجا' مولوی صاحب موصوف بریلی حاضر ہوئے اور
اعلیٰ حضرت سے وہاں کے حالات عرض کئے۔ اس وقت اعلیٰ
حضرت نے مجھے (محمد ظفر الدین بہاری) یاد فرمایا اور حکم دیا کہ
ملک میوات تحصیل نواح فیروز پور جھرکہ میں وہابیوں سے
مناظرہ کرنا ہے' آپ مولانا کے ساتھ تشریف لے جائیے اور
وہابیہ کو شکست دیجئے' میں نے عرض کیا تعمیل ارشاد کو حاضر
ہوں۔ حضور کی دعا کی ضرورت ہے"۔ (۲۵)

نوٹ:۔ اس مناظرہ میں وہابیوں کو شکست فاش ہوئی اور ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ فتح و نصرت لے کر واپس بریلی لوٹے' اس مناظرہ کی روداد ایک رسالہ کی شکل میں چھاپ دی گئی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تاریخی نام "کیفے نجدیہ کا چپ مناظرہ" (۱۳۲۶ھ) اور مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ نے ان کا تاریخی نام "شکست سفاہت" (۱۳۲۶ھ) رکھا۔ یہ تاریخی نام بے حد مقبول ہوئے۔

سلطان العلماء پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ

۱۲۷۵ھ-------------۱۳۵۶ھ

صوفیائے پنجاب میں سلطان العلماء پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کا نام ممتاز و نمایاں ہے۔ آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شمس

العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمتہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔ آپ مرد کامل' عالم فاضل' فقیہہ اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ آپ "مجدد وقت" بھی ہیں' آپ نے اسلام و مسلمین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کے خلاف قلمی اور علمی جہاد فرمایا ہے' مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مجددیت سے نبوت کا اپنا پر فریب جال پھیلایا تو آپ ہی نے مرزا کے کافرانہ دعوے پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزائیت کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہے۔ آپ کی اس مساعی جمیلہ کو امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے بھی بنظر استحسان دیکھا ہے۔ مفتی گولڑہ مولانا فیض احمد فیض کے استفسار کے جواب میں خلیفہ اعلیٰ حضرت' قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:

> "مرزا قادیانی کو شکست فاش دینے کے بارے میں حضرت پیر صاحب گولڑوی (علیہ الرحمتہ) کا ذکر خیر بریلی شریف میں نمایاں طور پر مجالس خاصہ میں ہوتا رہتا تھا' حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ بڑی عزت و توقیر سے آپ کا نام لیتے اور آپ کی بعض تصانیف بھی وہاں موجود تھیں' حضرت فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ) گفتگو میں ان کے حوالے بھی دیتے رہتے"۔ (۲۶)

مرزائیت کے رد میں "شمس الہدایت" اور "سیف چشتیائی" آپ کی لاجواب کتابیں ہیں' آپ کی دیگر تصانیف میں "تحقیق الحق فی کلمتہ الحق' اعلاء کلمتہ اللہ' الفتوحات الصمدیہ' فتاویٰ مہریہ اور ملفوظات مہریہ" بھی قابل ذکر ہیں۔ دنیائے

تصوف کے اہم ترین نظریہ "وحدت الوجود" پر تو آپ ایک اتھارٹی کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کا مزار اس وقت گولڑہ شریف (اسلام آباد) میں حاجت روائے خلق ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ ہم عصر و ہم زمانہ ہیں۔ دونوں کے درمیان اعتقادی ہم آہنگی، فکری یکسانیت اور سیاسی بصیرت میں موافقت اظہر من الشمس ہے۔ (۲۷)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ مرجع المشائخ والعلماء ہیں۔ بلاد اسلامیہ اور دیگر کئی ممالک سے مشائخ عظام اور علماء کرام نے اپنے استفتاء اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بریلی شریف بھیجے ہیں۔ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں دربار عالیہ گولڑہ شریف سے بھی چند استفتاء اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ارسال کئے گئے تھے جن کے جوابات "فتاویٰ رضویہ" میں چھپ چکے ہیں۔ (۲۸)

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے ایک معروف فتویٰ پر مشاہیر علماء و مشائخ کی طرح پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ نے بھی ان الفاظ میں تائید و توثیق فرمائی ہے:

"آپ کے استفسار کے متعلق جواباً گزارش ہے کہ اہل السنت کو اہل ہوا و بدعت کے لئے اشاعت امور ہوائیہ و بدعیہ میں امداد دینی نہ چاہیے، میں چونکہ مفتی نہیں ہوں لہٰذا مہر بھی نہیں رکھتا" ملخصا (۲۹)

شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق صاحب مدظلہ (سکنہ گوحدہ، راولپنڈی)

فرماتے ہیں:۔

ایک دن میں اور مولانا عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمتہ' اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرحمتہ کے ناظم مراسلات ملک سلطان محمود ٹوانہ مرحوم کے پاس بیٹھے تھے' ملک صاحب نے فرمایا کہ حضرت کے آخری دور میں جو خطوط آتے ان پر مختلف اشعار لکھے ہوتے' ایک دن میں مکاتیب سنا رہا تھا کہ ایک مکتوب کھولا اور یہ شعر پڑھا

پیش نظر وہ نوبہار سجدہ کو دل ہے بے قرار
ارے روکئے سر کو روکئے' یہی تو امتحان ہے

آپ نے پوچھا یہ شعر کس کا ہے؟ حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا۔ "یہ شعر مولانا احمد رضا خاں بریلوی (علیہ الرحمتہ) کا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ "ایسا شعر کہنا ان ہی کی شان عالی کے مناسب ہے"۔ ملخصاً" (۳۰)

اعلیٰ حضرت گولڑوی کے محب صادق بابا فضل خان مٹھیالوی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرحمتہ کے وصال کے تیسرے دن دربار شریف کی مسجد میں علماء کرام اور دیگر بزرگان عظام رونق افروز تھے۔ حضرت قبلہ غلام محی الدین شاہ المعروف قبلہ بابو جی علیہ الرحمتہ کی دستار بندی کا پروگرام تھا۔ اس سلسلے میں جب آپ سے بات کی گئی تو آپ نے فرمایا:۔

"اعلیٰ حضرت گولڑوی (علیہ الرحمتہ) فرماتے تھے کہ ہندوستان میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی (علیہ الرحمتہ) اور مولانا محمد غازی خاں (علیہ الرحمتہ) ہی صرف ایسے تھے جن

کے عالم ہونے پر مجھے یقین ہے۔ اس لئے مولانا محمد غازی
خاں (علیہ الرحمتہ) کی دستار بندی کی جائے اور انھیں اعلیٰ
حضرت گولڑوی (علیہ الرحمتہ) کا جانشین بنایا جائے"۔(۳۱)

اگرچہ بعض اہل علم کی تحقیق کے مطابق اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ اور اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرحمتہ کی ملاقات ثابت نہیں۔ لیکن اس ضمن میں درج ذیل روایت کو نظر انداز کرنا بھی سراسر ناانصافی ہے۔ مفتی غلام سرور قادری رقم طراز ہیں:۔

"جامع مسجد ہارون آباد کے امام اور غلہ منڈی ہارون آباد کی مسجد کے خطیب مولانا مولوی احمد الدین صاحب فاضل مدرسہ انوار العلوم نے راقم الحروف کو بتایا کہ میں نے حضرت علامہ فہامہ محقق اہل سنت مولانا مولوی نور احمد صاحب فریدی رحمتہ اللہ علیہ کو بارہا فرماتے سنا کہ عارف باللہ امام اہل سنت حضرت مولانا مولوی سید پیر مہر علی شاہ صاحب قبلہ گولڑوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ آپ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کی زیارت کے لئے بریلی شریف حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) حدیث شریف پڑھا رہے تھے' فرماتے ہیں' مجھے یوں محسوس ہوتا کہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھ دیکھ کر آپ کی زیارت شریفہ کے انوار کی روشنی میں حدیث پڑھا رہے ہیں"۔(۳۲) واللہ اعلم بالصواب

مولانا پیر محمود احمد قادری لکھتے ہیں:۔

"حکیم عبداللطیف فلسفی خاندان الطبائے لکھنؤ کے چشم و چراغ اور طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پرنسپل تھے' نے ایک موقع پر بیان فرمایا تھا کہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کے ایک امتحان کے موقع پر نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی سابق صدر امور مذہبی حیدر آباد دکن نے اکابر علماء حضرت مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی' حضرت "مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی"' استاذہ العلماء مولانا مشتاق احمد کانپوری' حضرت مولانا سید سلیمان اشرف چیئرمین اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے دریافت کیا کہ حضور انور ﷺ کے عمامہ شریف میں کتنے پیچ ہوتے تھے؟ مولانا سید سلیمان اشرف نے فرمایا' اس کا جواب صرف مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ دیتے مگر افسوس کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں! مولانا کے اس فرمان کی تمام علماء نے تائید کی"۔ (۳۳)

شہریار تصوف خواجہ محمد یار فریدی علیہ الرحمتہ

۱۳۰۰ھ------------۱۳۶۷ھ

شہریار تصوف خواجہ محمد یار فریدی علیہ الرحمتہ مشائخ پنجاب میں فن

خطابت کے بادشاہ گزرے ہیں۔ آپ حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمتہ (چاچڑاں) کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، شیخ طریقت کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے خواجہ محمد بخش نازک سے دس سال کسب فیض حاصل کیا پھر اپنے پیرو مرشد کے پوتے خواجہ محمد معین الدین صاحب کی خدمت میں رہے اور خلافت سے نوازے گئے، مولانا نور احمد فریدی علیہ الرحمتہ سے بھی آپ کو خلافت حاصل تھی۔ ۱۳۲۳ھ میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ آپ مثنوی مولانا روم علیہ الرحمتہ بڑے دلکش انداز میں پڑھتے اور اس کی تشریح ایسے دلچسپ پیرائے میں فرماتے کہ ہر شعر کے رموز و اسرار آئینے کی طرح روشن ہو جاتے تھے، اگرچہ آپ نے کسی جامعہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی اور نہ ہی شعرو سخن کی محفلوں کے باضابطہ حاضرباش تھے لیکن ان کے فارسی کلام میں اساتذہ کا رنگ جھلکتا ہے۔ ان کی اردو سے دلی اور لکھنؤ کی مہک آتی ہے۔ آپ کے "دیوان محمدی" میں فکر، فن اور جذبے کا اتنا خوشگوار امتزاج ہے کہ تین مختلف زبانوں میں لکھنے والے کسی اور شاعر کے ہاں اس کی مثال ملنا محال ہے۔ آپ "وحدت الوجود" کے نہ صرف شارح اور مفسر ہیں بلکہ عملی معلم اور پیکر ہیں۔

خواجہ محمد یار فریدی علیہ الرحمتہ کو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے انتہائی عقیدت و محبت تھی۔ نامور علمی شخصیت صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری (سجادہ نشین شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خان) فرماتے ہیں:۔

"ایک محفل میں آپ کو فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں بریلوی (علیہ الرحمتہ) کی موجودگی میں منبر نبوی ﷺ پر بٹھایا

گیا' ایک عاشق رسول ﷺ کی اس سے بڑی خواہش اور کیا ہو سکتی ہے کہ سامنے بھی اپنے وقت کا نامور عالم' شیخ طریقت اور بلند مرتبہ عاشق رسول ﷺ ہو جو علم و معرفت کی تمام لطافتوں اور باریکیوں کو نہ صرف سمجھتا ہو بلکہ خود اس راہ کا راہی ہو' خواجہ محمد یار (علیہ الرحمتہ) نے اپنے مخصوص خطبہ شروع کیا تو فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ) نے اٹھ کر آپ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا اور فرمایا۔ "سر آمد واعظین پنجاب"۔ (۳۴)

خواجہ محمد یار فریدی علیہ الرحمتہ کا اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے قلمی رابطہ بھی رہا ہے۔ آپ نے چاچڑاں شریف کے مدرسے میں تدریس کے دوران بزبان فارسی وراثت کے سلسلہ میں ایک استفتاء بریلی شریف روانہ کیا' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے بھی اس کا فارسی ہی میں جواب عنایت فرمایا۔ (۳۵)

خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے ایک محفل میں جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا تو بعض لوگوں نے ان اشعار پر اعتراض کیا جن میں بیت اللہ کو دلہن اور حضور ﷺ کو دولہا سے تشبیہ دی گئی ہے' آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں ان الفاظ میں استفتاء ارسال کیا۔

"قبلہ معتقدین دام ظلہ' از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار بعد نیاز شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا' جس پر وہابیوں نے دولہا دلہن کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ و حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا

موجب کفر ہے' شب برات کو یہاں گڑھی اختیار خاں میں
ان الفاظوں کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ
ایک طویل بحث ہونے والی ہے۔

اے مجدد بمن بے سرو سلاں مددے
قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کر کے اس ہفتہ میں بھیج کر مسلمانوں اہل سنت والجماعت کو عزت بخشی حضور پر فرض سمجھی جا رہی ہے۔ یہ فی سبیل اللہ بصدقہ روضہ رسول اللہ ﷺ اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرمادیں کہ موجب اطمینان اہل اسلام ہو"۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے فوری طور پر جواب ارسال کیا اور اپنے موقف کی تائید میں مختلف کتابوں سے شواہد و نظائر اور آثار و اخبار پیش کیے' جن میں حضور ﷺ' حضرت علی کرم اللہ وجہہ' بیت اللہ شریف اور جنت کو دولہا اور دلہن سے تشبیہہ دی گئی ہے"۔(۳۶)

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمتہ

۱۲۵۷ھ ------------ ۱۳۷۰ھ

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمتہ دنیائے روحانیت کے آفتاب ہیں۔ حسنی شیرازی سید ہیں۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمتہ کے نامور خلیفہ ہیں۔ دجال کذاب مرزا قادیانی جب آپ کے مقابلے

میں آیا تو سخت ذلیل و رسوا ہو کر بھاگا۔ آپ کی ساری زندگی باطل قوتوں کے خلاف جہاد میں گزری۔ بدمذہب و بدعقیدہ سے ہمیشہ سخت بیزاری و نفرت کا اظہار فرماتے رہے ہیں۔ بے شمار مساجد اور مدارس آپ کی یادگار ہیں۔ تحریک پاکستان میں آپ کا بے مثال کردار تاریخ کا روشن باب ہے۔ آپ کا حلقہ بہت ہی وسیع ہے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ ایک سو سے زائد برس کی عمر میں آپ واصل بحق ہوئے۔ آخری آرام گاہ علی پور شریف (سیالکوٹ) میں ہے۔ حافظ محمد بشیر صاحب جماعتی علی پوری روایت کرتے ہیں:۔

حضرت امیر ملت علیہ الرحمتہ عموماً" نعت شریف بالخصوص اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کا نعتیہ کلام سماعت فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ یہ نعت شریف سن رہے تھے۔

ہے کلام الٰہی میں شمس الضحیٰ تیرے چہرہ' نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

جب اس نعت شریف کا مقطع پڑھا گیا۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

تو اس پر حضرت امیر ملت علیہ الرحمتہ نے لقمہ دیا کہ صرف ہند میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ایسا سحر بیاں واصف شاہ ہدیٰ کوئی نہیں"۔ (۳۷)

مزنگ لاہور کے ایک ارادت مند حوالدار صاحب کی تعیناتی جب بریلی شریف کے علاقہ میں ہوئی اور انہوں نے حضرت امیر ملت علیہ الرحمتہ سے اپنی تعیناتی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ "وہاں مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمتہ کے مدرسہ

میں جا کر ان کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں صاحب (علیہ الرحمتہ) کی زیارت کیا کرنا وہ "قطب وقت" ہیں"۔ (۳۸)

مولانا محمد شریف صاحب ڈسکوی روایت کرتے ہیں:۔

حضرت امیر ملت علیہ الرحمتہ نے فرمایا "ایک مرتبہ مکہ شریف حرم مبارک میں حاضر تھا کہ ایک بے ادب کالا کلوٹا مولوی میرے قریب سے گزرا۔ کسی نے اسے میرے متعلق بتایا تو وہ از خود آ کر مجھ سے لپٹ گیا اور معانقہ کرنے لگا' جب چلا گیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ فلاں بے ادب مولوی خلیل احمد تھا۔ یہ سن کر میرے دل پر جو گزری' میں ہی جانتا ہوں۔ بار بار سوچتا کہ الٰہی! مجھ سے کون سی خطا سرزد ہوئی کہ ایک دشمن رسول (ﷺ) سے میرا سینہ لگا۔ حسن اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد مولانا احمد رضا خاں صاحب (علیہ الرحمتہ) وہیں سے گزرے تو مولانا سراج الحق صاحب کے تعارف کرانے پر پھر ان سے معانقہ ہوا اور میں نے سجدہ شکر ادا کیا کہ ایک دشمن رسول (ﷺ) سے ملاقات کے بعد ایک عاشق رسول (ﷺ) کی ملاقات سے تلافی مافات ہو گئی"۔
(۳۹)

مولانا علامہ عبدالرشید صاحب جھنگوی کا بیان ہے:۔

"مجھے میرے والد محترم حضرت علامہ قطب الدین جھنگوی علیہ الرحمتہ ساتھ لے کر علی پور شریف حاضر ہوئے اور

حضرت امیر ملت علیہ الرحمتہ سے عرض کیا کہ میرے اس بیٹے پر طالب علمی کے دوران دیوبندی مسلک کا اثر ہو گیا ہے' اس کا کوئی حل تجویز فرمائیں۔ حضرت امیر ملت علیہ الرحمتہ نے ارشاد فرمایا کہ اسے بریلی شریف مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمتہ کے مدرسہ میں چھوڑ آئیں اور خود جا کر چھوڑ کے آنا۔ چنانچہ والد صاحب مجھے ساتھ لے گئے' جب گاڑی دیوبند کے علاقہ سے گزر رہی تھی تو میرے دل کی یہ کیفیت تھی کہ چلتی گاڑی سے یہاں چھلانگ لگا دوں۔ اگر والد صاحب ساتھ نہ ہوتے تو یقیناً میں یہیں اتر جاتا مگر امیر ملت علیہ الرحمتہ کے ارشاد پر والد صاحب نے مجھے سیدھا بریلی شریف لے جا کر چھوڑا اور دارالعلوم مظہر اسلام میں داخل کرا دیا' چنانچہ دورہ حدیث شریف میں نے وہیں پڑھا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے فیضان امیر ملت علیہ الرحمتہ کی رہنمائی' محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمتہ کی صحبت اور والد ماجد کی نگرانی کی بدولت مجھے ایمان و عشق رسالت (ﷺ) کی دولت نصیب ہوئی"۔ ملخصاً" (۴۰)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے "حسام الحرمین" میں علماء و مشائخ حرمین شریفین کے فتاویٰ کی روشنی میں گستاخان شان رسالت (ﷺ) پر جو فتویٰ تکفیر شائع فرمایا' حضرت امیر ملت علیہ الرحمتہ نے مع اپنے شہزادے سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب (علیہ الرحمتہ) کے ان کی پرزور تائید و تصدیق

فرمائی۔ چند سطور ملاحظہ ہوں:۔

حسام الحرمین کے فتاوٰے حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جو شخص ان کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہ راست سے دور ہے' حضرت رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی شان مبارک میں جو شخص عمداً" و سہوا" بھی گستاخی کرے اور آپ کی ادنیٰ توہین و تنقیص کا تقریراً" یا تحریراً" مرتکب ہو وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ جو شخص اس کافر اور بے ایمان کو مسلمان سمجھتا ہو وہ بھی اسی کا حکم رکھتا ہے"۔ (۴۱)

مورخ اہل سنت محمد صادق قصوری صاحب لکھتے ہیں:۔

"میرے پیرو مرشد حضرت قبلہ عالم امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر مولانا احمد رضا خاں (علیہ الرحمتہ) نہ ہوتے تو دیوبندی سارے ہندوستان کو وھابی بنا دیتے""۔ (۴۲)

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند الحاج قاری محمد امانت رسول قادری صاحب رقم طراز ہیں:۔

حضرت امیر ملت علیہ الرحمتہ کا واقعہ ہے کہ اپنے نانا جان قطب اقطاب جہاں شہنشاہ عالم سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ہندوستان میں میرے

نائب مولانا احمد رضا خاں بریلوی (علیہ الرحمۃ) ہیں چنانچہ امیر
ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب (علیہ الرحمۃ)
بریلی شریف اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) کی زیارت کے لئے
تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) سے یہ خواب
بھی بیان کیا۔

پیر سید جماعت علی سے کہا خواب میں شاہ غوث الوریٰ نے مرا
ہے بریلی میں احمد رضا' جانشیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا
(۴۳)

امام الاصفیا پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری علیہ الرحمۃ

۱۲۷۶ھ-------------۱۳۵۸ھ

امام الاصفیاء پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری علیہ الرحمۃ' دنیائے تصوف میں ایک ماہ درخشاں کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ حسینی سادات کرام میں سے ہیں۔ آپ اتباع شریعت' اخلاق عالیہ' مریدین کی اصلاح و تربیت' سادگی اور بے نفسی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کا شمار حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی علیہ الرحمۃ کے معروف خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ کے فیض صحبت سے کئی گم رہ' راہ راست پر آئے ہیں۔ آپ کے بے شمار خلفاء کرام ہیں اور علم و فضل میں ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ آپ کا مزار پر انوار علی پور سیداں (سیالکوٹ) میں مرجع

انام ہے۔ پروفیسر محمد حسین آسی تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کی ولادت باسعادت کے زمانے سے کچھ قبل ایسے لوگ بھی پیدا ہو چکے تھے جو اہل سنت نہ ہونے کے باوجود اہل سنت کہلاتے تھے' آپ ان لوگوں کو ٹھیک نہیں سمجھتے تھے' ضرورت و موقع کے مطابق آپ ان کے غلط عقائد و رجحانات سے خبردار فرماکر حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ القوی کے مسلک کی تائید فرماتے تھے' آپ انھیں اہل سنت و جماعت کا صحیح نمائندہ اور ترجمان خیال فرماتے تھے۔ حصول علم کے لئے کوئی مشورہ لیتا تو آپ بریلی شریف کا نام لیتے یا کسی ایسے مدرسے کی طرف رہنمائی فرماتے جہاں خالص اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے مطابق تعلیم دی جاتی' وقت کے جید علماء ادھر آپ کے حلقہ بگوش اسلام تھے۔ ادھر حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے موید و موید"

مستری نظام الدین صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم شاہ لاثانی علیہ الرحمتہ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا' سنا ہے' اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ قرآن چھپ گیا ہے' اسے لے لینا چاہیے' چنانچہ میں نے مراد آباد سے یہ ترجمہ جلد ہی منگوالیا"۔ (۴۴)

عالم ربانی مفتی اعظم محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۳۰۳ھ ------------ ۱۳۸۶ھ

عالم ربانی مفتی اعظم محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ پاک و ہند کے مشہور صوفی شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ آپ کے جد امجد حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر فاضل و فقیہہ تھے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم شیخ طریقت بھی تھے۔

مولانا محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ نے علوم و فنون میں وہ کمال پیدا کیا کہ بلید و شاید بالخصوص فن فتویٰ نویسی میں وہ مہارت پیدا کی کہ معاصرین میں "مفتی اعظم" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ۱۲ سال کی عمر میں حضرت سید صادق علی شاہ عارف کامل علیہ الرحمۃ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت فرمایا۔ اس کے بعد صوفی باصفا مولانا رکن الدین الوری علیہ الرحمۃ کے سپرد فرمایا۔ آپ نے مفتی اعظم کی تربیت فرمائی اور چاروں سلاسل میں اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کا سلسلہ پاک و ہند میں پھیلا ہوا ہے۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ جامع مسجد فتحپوری دہلی کے شاہی امام و خطیب تھے۔ آپ نے ہمیشہ عزیمت پر عمل فرمایا۔ ۱۹۴۵ء میں زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کے لئے حاضر ہوئے تو مکہ معظمہ میں شاہی ضیافت کے لئے والی حجاز شاہ سعود کا دعوت نامہ آیا تو آپ نے صاف فرمایا۔ "جو شہنشاہ کائنات کے دربار میں آیا ہے' اس کو کسی بادشاہ کے دربار میں حاضری کی ضرورت نہیں"۔ وصال سے کئی سال قبل مخلوق سے بے تعلق ہو کر واصل باللہ اور باقی باللہ ہو چکے تھے' جامع مسجد فتحپوری دہلی میں آپ کا مزار فیض بار ہے۔ حضرت مفتی اعظم علیہ

الرحمۃ متقدمین اہل سنت و جماعت کے مسلک پر عمل پیرا تھے' حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اخلاف کرام اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی اولاد امجاد' خلفاء کبار اور تلامذہ کرام سے خصوصی تعلقات تھے۔ (۴۵)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے تاریخی فتویٰ "حسام الحرمین" کی تائید و توثیق یوں فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز کا یہ کہاں زہرہ کہ حضرات علمائے کرام حرمین شریفین کے مخالف لب کشائی کر سکے۔ ان حضرات نے جو کچھ فرمایا حق و واجب العمل ہے"۔ (۴۶)

اسی طرح مسئلہ رویت ہلال اور صداء کے متعلق مولانا محمد حسن علی حسن رضوی میلسی کے استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات کے خلاف کس کو زہرہ ہے جو لب کشائی کرے"۔ (۴۷)

آپ کے نامور فرزند مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری مدظلہ نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ پر درجنوں کتابیں' کئی سو مقالات' مضامین' تقدیمات' مقدمات لکھ کر دنیائے اہل سنت میں ایک نام پیدا کیا ہے اور "ماہر رضویات" کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ موصوف آج امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر اتھارٹی تسلیم کئے جاتے ہیں"۔ (۴۸)

شعیب الاولیاء شاہ محمد یار علی چشتی قادری علیہ الرحمۃ

۱۳۰۷ھ ---------- ۱۳۸۷ھ

شعیب الاولیاء شاہ محمد یار علی چشتی قادری علیہ الرحمۃ چودھویں صدی

میں اپنے وقت کے صاحب کشف و کرامات بزرگ' سراپا رشد و ہدایت شیخ طریقت 'کتاب و سنت کے نہایت پابند بزرگ' زبردست متبع شریعت اور مشہور و معروف عابد و زاہد تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حمایت حق اور دین و ملت کی اشاعت و تبلیغ میں گزرا۔ آپ کو علم دین و علماء دین سے حد درجہ محبت اور بے پناہ عشق تھا اس لئے اپنے وطن براؤں شریف میں "دارالعلوم فیض الرسول" کے مبارک و مقدس نام سے ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی جو آج پورے عالم اسلام میں نمایاں اور امتیازی خصوصیات کی بنا پر قابل فخر شہرت و مقبولیت کی حامل ہے۔ اسلام اور سنیت کی شاندار خدمات کا تذکرہ صبح قیامت تک ہوتا رہے گا اور ایک عالم آپ کے تذکرہ سے ہمیشہ سبق حاصل کرے گا۔ آپ کا مزار پاک براؤن شریف (انڈیا) میں زیارت گاہ خلائق اور فیض بخش خاص و عام ہے۔

شعیب الاولیاء علیہ الرحمتہ کو امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے بے پناہ عقیدت تھی اور مسلک اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) پر نہایت تصلب و ثابت قدمی کے ساتھ کاربند تھے۔ آپ کی مسلک اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) سے عشق و وارفتگی کی یہ کیفیت تھی کہ براؤن شریف کے سالانہ اجلاس ربیع الاول شریف وغیرہ میں جو کتب فروش اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی تصنیف کردہ کتابیں لے کر آتے' آپ ان سے سینکڑوں کی تعداد میں خرید کر ضرورت مندوں میں تقسیم کرا دیتے۔

ہندوستان کے مزارات اولیاء کی حاضری کے تاریخی اور نورانی سفر میں جب آپ بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو فاتحہ

خوانی کے وقت آپ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوتی' آنکھیں بند تھیں اور چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا' اس واقعہ کو خود حضرت شاہ صاحب اس طرح بیان فرماتے کہ:۔

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے مزار پاک پر حاضری و فاتحہ خوانی کے وقت مجھ پر ایک گہری کیفیت طاری ہو گئی تھی' جس کا نقشہ میں الفاظ میں نہیں کھینچ سکتا' عارف باللہ' عالم باعمل' عاشق رسول ﷺ' مجدد دین و ملت کو اس عالم میں گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا"۔(۴۹)

راس الاصفیاء حافظ سید محمد مغفور القادری علیہ الرحمتہ

۱۳۲۹ھ ---------------- ۱۳۹۰ھ

راس الاصفیاء حافظ سید محمد مغفور القادری علیہ الرحمتہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے معروف بزرگ ہیں۔ آپ نے نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنے کا شرف حاصل کیا اور بائیس برس کی عمر میں تمام علوم سے فراغت پائی۔ پھر بھرچونڈی شریف کے قدیم دارالعلوم میں مسند درس افتاء پر فائز ہوئے۔ آپ کی تمام عمر نہایت ہی سادگی میں گزری۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ آپ نے تحریک پاکستان کے ہراول دستے کا ہمیشہ ساتھ دیا ہے۔ ۱۹۴۶ء میں سندھ کے نمائندہ کی حیثیت سے ایک سو افراد کے ہمراہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی اور اسی دوران اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ

الرحمتہ کے مزار پر بھی حاضر ہوئے۔ آپ سحربیان خطیب' اردو اور سرائیکی کے بلند پایہ شاعر اور اردو میں منفرد طرز تحریر کے مالک تھے۔ چند کتابیں بھی آپ کی یادگار ہیں۔ شاہ آباد شریف (گڑھی اختیار خاں) میں آپ کا مزار مرجع انام ہے۔

۱۹۶۸ء میں یوم رضا کے موقع پر اپنے پیغام میں فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت' حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان مبارک ہستیوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دین حقہ کی صحیح رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا' سابق ہندوستان میں جب گاندھی ازم کانگرس کی صورت میں اپنی بنیادیں استوار کر رہا تھا اور جس کی لپیٹ میں بڑے بڑے علمی ادارے اور نامور علماء آکر اپنا دینی و علمی وقار کھو چکے تھے۔ یہی ایک ذات تھی جس نے سب سے پہلے میدان میں آکر ہندو ازم کو للکارا اور آپ نے ہی سب سے پہلے علماء میں دو قوموں کا نظریہ پیش کیا' یہ اعلیٰ حضرت کا وہ علمی کارنامہ ہے جس پر ہر پاکستانی صمیم قلب سے آپ کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہے۔

مقام نبوت' عظمت رسالت اور جذبہ حب رسول ﷺ' یہ وہ چیزیں ہیں کہ ان کو ہندوستان میں نہایت نازک حالات میں پوری شد و مد کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے اپنی مساعی اور کوششوں کا موضوع بنایا' حقیقت یہ ہے کہ جذبہ حب رسول ﷺ سے اگر بے توجہی نہ برتی جاتی تو بعد میں

آنے والے نیچری' قادیانی اور منکرین سنت جیسے فرقوں سے ہمیں دوچار نہ ہونا پڑتا۔ اعلیٰ حضرت اگر بروقت اس پر گرفت نہ کرتے تو ہندوستان کی مذہبی تاریخ شاید کسی اور طرح لکھی جاتی رہی۔ اعلیٰ حضرت کی شدت تو اس وقت وہ جس تجدیدی کام کو لے کر اٹھے تھے۔ ان حالات کی روشنی میں شاید اس کے بغیر چارہ کار نہیں تھا۔ آخر تاریخ میں دوسرے بزرگوں نے بھی تو بعض مقامات پر یہ طریق اختیار کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت اور اکابرین دیوبند کی باہمی چپقلش کسی ذاتی پرکاش کا نتیجہ تو نہیں تھی کہ اسے قابل مذمت قرار دیا جائے البتہ بعد میں اس کو مستقبل اکھاڑا بنا لینا ضرور قابل مذمت ہے اور اس کی ذمہ داری ہر دو گروہوں پر عائد ہوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کا علمی مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ تقریباً" پچاس مختلف علوم میں ان کی سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہر موضوع پر ان کی کتابیں متن کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ ایک تاریخی ناقابل معافی فروگزاشت ہوگی۔ اگر ہندوستان کے اتنے بڑے عالم' مفکر' مصنف' نعت گو اور سیاسی مدبر انسان کی زندگی کو صرف فکر و نظر کے اختلافات کی وجہ سے گمنامی کے گوشے میں پھینک دیا جائے"۔(۵۰)

نبراس المجاہدین پیر عبدالرحیم شہید علیہ الرحمۃ

۱۳۳۰ھ ---------- ۱۳۹۱ھ

نبراس المجاہدین پیر عبدالرحیم شہید علیہ الرحمۃ بھرچونڈی شریف (سندھ) کے مشائخ میں سے ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۰ء میں والد گرامی پیر عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد فرائض سجادگی سنبھالے اور ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے رہے۔ باطل کے سامنے چٹان بن کر ڈٹے رہے۔ سندھ میں راجہ داہر کی حمایت اور محمد بن قاسم علیہ الرحمہ کی مخالفت کا فتنہ کھڑا ہوا تو آپ بڑی جرات و بے باکی سے میدان میں آئے اور اس فتنے کو فرو کیا۔

پیر عبدالرحیم علیہ الرحمہ سندھ کے دینی و سیاسی حلقوں میں ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ تحریک پاکستان کے دوران آپ نے مسلم لیگ کو ایک مقبول جماعت بنانے کے لیے دن رات کام کیا۔ آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ بعض شرپسندوں نے آپ کو اچانک گولیوں کا نشانہ بنایا۔ آپ شہید ہو کر اس دارفانی سے سے کوچ فرما گئے آپ کی مرقد انور بھرچونڈی شریف میں مرجع انام ہے۔

نبراس المجاہدین پیر عبدالرحیم شہید علیہ الرحمہ کو بھی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے از عقیدت و محبت تھی۔ ۱۹۶۸ء میں یوم رضا کے موقع پر انجمن صداقت اسلام لاہور کے نام اپنے پیغام میں فرماتے ہیں:۔

"انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں جب فرنگی

سامراج اور برادران وطن کی عیاریوں سے ملت اسلامیہ کے بعض اعاظم رجال کی
فکری اور علمی صلاحیتیں غلط رخ مڑ چکی تھیں اور انگریزوں کے ساتھ مفاہمت
کے علاوہ ہندو مسلم اتحاد کی نعرہ بازی نے عوام و خواص کو یکساں طور پر متاثر کر
رکھا تھا۔ ایک ایسے مرد میدان کی ضرورت تھی جو زوال پذیر مسلمان قوم میں
صحیح اسلامی شعور اور علمی فکر بیدار کر کے اسے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پر
چلانے کی مخلصانہ جدوجہد کرتا کوئی صاحب الرائے اور ہوشمند انسان اس حقیقت
سے انکار نہیں کر سکتا کہ ایسے آڑے وقت میں مولٰنا شاہ احمد رضا قادری رحمتہ
اللہ علیہ نے ملک و ملت کی جو اہم دینی و فکری اور علمی و ادبی خدمات انجام دیں۔
وہ برصغیر ہند و پاک کی فکری و تہذیبی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہیں۔ ہمارے
اسلاف کرام بھی اہم مذہبی و فکری مسائل میں مولانائے مرحوم ہی سے رجوع
فرمایا کرتے تھے۔ تحریک خلافت جس کا خمیر خاکِ پاک سندھ ہی سے اٹھا تھا۔
جب کانگریس کا مکارانہ چالوں میں آ کر ہجرت کا راگ الاپنے لگی اور سندھ کے
عوام اپنے موروثی دینی جوش اور ملی جذبہ سے مجبور ہو کر اپنی جائیدادیں جذبہ
ہجرت پر قربان کر کے کابل وغیرہ جانے لگے تو اس وقت میرے جد بزرگوار
حضرت حافظ محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ نے اس بارے میں مولانا شاہ احمد خاں
علیہ الرحمہ سے ہی رجوع فرمایا' جنہوں نے کتاب و سنت کی روشنی میں اس
ہجرت کو غیر اسلامی قرار دے کر تحریک آزادی کا رخ انگریزی سامراج کے ساتھ
ٹکرانے کی طرف موڑ دیا۔ جد بزرگوار نے یہ فتویٰ ملک کے طول و عرض میں
مشتہر کرایا۔ جس سے ہزاروں علمی اور دینی گھرانے تباہی سے بچ گئے اور وہ لوگ
جو اس مزعومہ ہجرت کی بھینٹ چڑھ کر دربدر کی ٹھوکریں کھاتے اپنے وطن میں

رہ کر علمی و دینی خدمات کے ساتھ ساتھ انگریزی سامراج کا مقابلہ کرنے لگے۔ تحریک ہجرت کی ناکامی اور نتائج و عواقب کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی دینی بصیرت اور سیاسی فراست کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ غرض مولانائے مرحوم کی ذات و شخصیت اور ان کی علمی و فکری تحریک ہماری تاریخ کا ایک ایسا حصہ ہے جسے ہزار حیلوں اور دجل و فریب کے باوجود فراموش نہیں کیا جا سکتا۔"

(۵۱)

اسی طرح ۱۹۷۰ء میں یوم رضا کے موقع پر مرکزی مجلس رضا لاہور کے نام ایک پیغام میں فرماتے ہیں:۔

"مقتدائے اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک تاریخ ساز شخصیت ہے۔ مذاہب کے فلسفے اور ان کے عروج و زوال پر گہری نظر رکھنے والے حضرات ہی اس بات کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے دور میں کتنے اہم اور عظیم کام کو سنبھالا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی مذہب میں ولولے' جذبے میں ضعف یا کمزوری کا راہ راست اثر مذہب پر پڑتا ہے۔ بلاشبہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے امت مسلمہ میں جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تحفظ اور اس کے فروغ کے لئے ایک انقلابی و تجدیدی کارنامہ انجام دیا ہے جس کی نظیر امت مسلمہ کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے' اس مرد مجاہد نے تن تنہا سلف کے خلاف اٹھنے والی یلغار کو روکا۔ آج اس بات کی ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت اور تعلیمات کے متعلق جدید انداز سے زیادہ زیادہ لٹریچر مہیا کیا جائے تاکہ قلبی اضطراب کے اس دور نابنجار میں لوگ حضرت محمد عربی ﷺ کی اطمینان بخش محبت

و عقیدت کے اس عظیم داعی کو قریب سے دیکھ سکیں"۔ (۵۴)

عالم باعمل مولانا فضل الرحمٰن علوی قادری علیہ الرحمۃ

---------- ۱۳۹۴ھ

عالم باعمل مولانا فضل الرحمٰن علوی قادری علیہ الرحمۃ کا تعلق ہری پور ہزارہ سے ہے۔ آپ کو غوث زماں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔

بھیرو شریف (ہری پور) میں آپ نے مدرسہ اسلامیہ قادریہ کا قیام عمل میں لا کر تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ کی دینی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ آپ کا مزار پر انوار بھیرو شریف (ہری پور) ہی میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

یوم رضا کے موقع پر ۱۹۷۱ء میں اپنے پیغام میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت علامہ دوراں صاحب الایات والبرھان مجدد زمان سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ' کو باری تعالیٰ نے علم و عمل زہد و تقویٰ اس قدر عطا فرمایا تھا کہ آپ کی تعریف و توصیف میں جو کچھ لکھا جائے کم ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تصانیف آپ کی علمی وسعتوں اور دلائل و براہین بے پایاں سمندر پر قطعی اسناد کا درجہ رکھتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت جب کسی مسئلے کی تحقیق کرتے ہیں تو بے تکلف دلائل کے انبار لگا دیتے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ علم و فضل کے بادل سے دلائل کی موسلادھار بارش ہو رہی ہے' ان کی خداداد صلاحیتوں' دینی خدمات اور مذاہب

باللہ کی بیخ کنی کو دیکھ کر بے ساختہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ منصب بجز مجدد وقت کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکتا' آپ کے زور بیان اور قوت استدلال کو دیکھ کر مخالفین پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے اور کچھ جواب نہیں بن پڑتا"۔ (۵۳)

نقیب الاولیاء ابو الرجا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ

۱۳۰۶ھ-----------۱۳۹۱ھ

نقیب الاولیاء ابو الرجا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کا تعلق کراچی شہر سے ہے۔ آپ نے دینی تعلیم اپنے والد شاہ علم الدین القادری علیہ الرحمۃ اور ماموں سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ سے حاصل کی جو آپ کے خسر اور مرشد بھی تھے۔ بعد ازاں آپ نے منازل طریقت کی تکمیل کے لئے ہندوستان سمیت تمام بلد اسلامیہ کا سفر کیا اور سینکڑوں جید علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کیں۔

ابو الرجا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے ۲۰ویں صدی کے شروع سے لے کر ۱۹۷۰ء تک کراچی کے کونے کونے میں سلسلہ عالیہ قادریہ پھیلا کر قادریت کی صحیح معنوں میں کراچی میں بنیاد رکھی۔ اسی لئے حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی علیہ الرحمۃ آپ کے بارے میں فرماتے تھے۔ "بابا قادری سلسلہ کراچی میں حضرت سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑا ولی ہے اور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا سچا عاشق ہے"۔

آپ علم و عمل کا مجسمہ' متبع شریعت اور عامل بالسنۃ تھے۔ آپ نے تمام زندگی اسلام اور ترویج سنت میں صرف کر دی تھی۔ اس کے علاوہ آپ ایک

بلند پایہ خطیب و واعظ اور بہترین نعت گو شاعر بھی تھے۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے کئی غیر مسلم راہ راست پر آئے ہیں۔

ابو الرجا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمتہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے از حد عقیدت و محبت تھی۔ آپ نے بریلی شریف میں جا کر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے بالمشافہ ملاقات فرمائی ہے۔ آپ کی تقاریر میں بھی امام احمد رضا علیہ الرحمتہ سے والہانہ محبت جھلکتی تھی۔ آج بھی آپ کی خانقاہ میں "یوم رضا" نہایت شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے آپ کا خط و کتابت کا سلسلہ بہت گہرا رہا ہے۔ عرب علماء سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی کتابوں پر تقریظ لکھوانے کا اہتمام مولانا کریم اللہ مدنی علیہ الرحمتہ کے ساتھ ساتھ آپ نے بھی کیا۔ اس کے علاوہ عرب ممالک سے ڈاک بھی نقیب الاولیاء شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمتہ کی وساطت سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ تک پہنچتی تھی۔ (۵۴)

نقیب الاولیاء شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمتہ ایک استفتاء اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں ارسال کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"جناب تقدس مآب مجمع مکارم منبع محاسن اشفاق سراپا اخلاق نبوی مظہر اسرار مصطفوی سلطان العلماء اہل السنتہ برہان الفضلاء الملتہ قدوۃ شیوخ الزمان مولنا المخدوم بحر العلوم اعلیٰ حضرت امام الشریعت والطریقت مجدد مائتہ حاضرہ متع اللہ

المسلمین بطول بقائم و دامت علی رؤس المسترشدین فیوضا تکم و برکا تکم"۔ (۵۵)

شیخ العصر میاں علی محمد خاں چشتی علیہ الرحمتہ

۱۲۹۹ھ ---------- ۱۳۹۵ھ

شیخ العصر میاں علی محمد خاں چشتی علیہ الرحمتہ کا تعلق بسّی شریف ضلع ہوشیار پور سے ہے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور تشریف لے آئے اور حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے زیر سایہ ڈیڑھ دو ماہ قیام کیا پھر حضور فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ کی خدمت میں ایسے حاضر ہوئے کہ آپ کا مزار بھی انہی کے مبارک قدموں میں بنا۔ آپ کی زندگی بندگی سے عبارت تھی۔

فرید الدھر میاں علی محمد خان چشتی علیہ الرحمتہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگ۔ سلف صالحین کی یادگار' جید عالم دین واقف رموز معرفت اور عالم باعمل تھے۔ تمام معاصر علماء و مشائخ آپ کو محبت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کی آخری آرام گاہ حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ کی بارگاہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

آپ نے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی گراں قدر خدمات کو بنظر استحسان دیکھا ہے۔ ۱۹۶۸ء میں "یوم رضا" کے موقع پر انجمن صداقت اسلام لاہور کے نام اپنے پیغام میں فرماتے ہیں:۔

"جناب محترم مولانا احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی

رحمتہ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کے جید عالم باعمل تھے اور انہوں نے اس مسلک حق کی تبلیغ و اشاعت میں بڑی کوشش کی ہے اور بحیثیت مجموعی دین حق کی حمایت میں اتنا بڑا کام کیا ہے کہ پوری انجمن سے بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے علمائے حق کا یوم عرس منانا مبارک کام ہے"۔ ملخصا۔ (۵۶)

اسی طرح ۱۹۷۱ء میں یوم رضا کے موقع پر اپنے مختصر پیغام میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت علامہ مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمات محتاج بیان نہیں۔

"آفتاب آمد دلیل آفتاب" (۵۷)

خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی علیہ الرحمتہ

۱۳۲۹ھ ---------- ۱۳۹۹ھ

خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی مجددی علیہ الرحمتہ کا خاندان کئی پشتوں سے اولیاء اللہ اور بزرگان دین کا خانوادہ رہا ہے۔ آپ کے آباؤ و اجداد برس ہا برس عوام و خواص کی عقیدت و محبت کا مرکز رہے ہیں۔ آج بھی ان کے مزارات' زیارت گاہ اہل محبت اور حل مشکلات و قبولیت دعوات کے لئے معروف و مجرب ہیں۔

خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی علیہ الرحمتہ ابھی دس بارہ سال کے تھے

کہ والد گرامی خواجہ فقیر محمد امین علیہ الرحمتہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ نے استاذ الحفاظ محمد رمضان علیہ الرحمتہ سے قرآن کریم حفظ کیا' نیز کچھ پارے واں بھچراں میں رہ کر حفظ کئے اور چند فارسی کی کتابیں بھی پڑھیں۔ بظاہر آپ کی تعلیم صرف یہی تھی مگر قدرت نے انشراح صدر اور انکشافات تام سے اس قدر مالا مال فرمایا کہ مشکل مسائل اور دقیق نکات کو اس آسانی سے بیان فرماتے جس پر علماء بھی حیران رہ جاتے۔

تلاش مرشد کے سلسلے میں آپ نے مختلف بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دی بالآخر آپ کے والد گرامی نے عالم خواب میں فرمایا۔ "جنوب میں ایک بزرگ ہیں جن کا نام دلباغ ہے ان کے مرید ہو جاؤ"۔ بیدار ہونے کے بعد "دلباغ" نامی بزرگ کی تلاش شروع کی۔ اسی دوران قطب العارفین خواجہ غلام حسن پیر سواگ علیہ الرحمتہ کے دربار در بار میں حاضر ہوئے۔ آپ کی زیارت سے مشرف ہو کر دل اس قدر باغ باغ ہوا کہ دل باغ دل سے فراموش ہوا۔ فوراً ان سے بیعت ہو گئے۔ آپ کا مزار پر انوار شاہ والا (خوشاب) میں مرجع خلائق ہے۔

صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی فرماتے ہیں:

> "امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کا سلام ہر جمعہ شریف کو باقاعدگی سے پڑھاتے اور خود بھی والہانہ طور پر شرکت کرتے' کوئی جمعہ ایسا نہیں کہ جس پر آپ نے سلام میں شرکت کی ہو اور رقت و گریہ زاری طاری نہ ہوئی ہو اور

اس بات کو میں آپ کی کرامت کے سوا کیا نام دوں' اردو زبان سے بالکل ناواقف اور سکول کی تعلیم سے مکمل ناآشنا ہونے کے باوجود اگر سلام میں کسی اور شاعر کا کلام شامل کر دیا جاتا تو فوراً" فرما دیتے کہ آج تم نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے کلام میں کسی اور کے شعر شامل کر دیئے ہیں' گویا اس عاشق صادق کے مشام جان اور ادب مصطفیٰ ﷺ کو شریعت اور طریقت کی جان قرار دیتے تھے"۔ (۵۸)

خواجہ ملت خواجہ غلام نظام الدین تونسوی علیہ الرحمتہ

۱۹۰۸ھ ------------- ۱۹۷۵ھ

خواجہ ملت خواجہ غلام نظام الدین تونسوی محمودی سلیمانی علیہ الرحمتہ چودھویں صدی کے وہ عظیم پیشوا ہیں جن پر مسلمانان ہند کو بھرپور اعتماد اور کامل فخر و ناز ہے۔ خاندانی دستور کے مطابق آپ نے چار سال چار ماہ چار دن کی عمر میں تعلیم کا آغاز فرمایا' سترہ سال کی عمر میں آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی۔

آپ کے والد ماجد قبلہ خواجہ محمد محمود چراغ سلیمانی علیہ الرحمتہ اپنے دور کے زبردست عالم دین اور کامل عارف طریقت گزرے ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات کا اکناف و اطراف میں کافی شہرہ ہے۔ مشائخ تونسہ (ڈیرہ غازی خان) میں آپ محتاج تعارف نہیں۔ اپنوں کے علاوہ بیگانے بھی آپ کی عظمت کا برملا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔

خواجہ ملت خواجہ غلام نظام الدین محمودی سلیمانی تونسوی علیہ الرحمتہ کے خلف رشید اور جانشین جناب خواجہ غلام معین الدین خان صاحب (سابق ایم این اے) فرماتے ہیں:۔

"میرے والد بزرگوار (خواجہ غلام نظام الدین) رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہر رات بعد از نماز عشاء امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پاک کو ایصال ثواب کے لئے دو رکعت نماز پڑھ کر سویا کرتے تھے' جب تک دوگانہ نفل کا نہ پڑھتے اس وقت تک نیند کرنا' آرام کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ' حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا فیض عالم اسلام پر قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین"۔ (۵۹)

النقیب الاشراف السید طاہر علاء الدین القادری الگیلانی

علیہ الرحمتہ

۱۳۵۴ھ ------------ ۱۴۱۲ھ

النقیب الاشراف السید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی ابغدادی علیہ الرحمتہ' پیران پیر دستگیر غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کی سولہویں پشت سے حضرت محمود حسام الدین علیہ الرحمتہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ بے شمار روحانی کملات و تصرفات سے بہرہ مند تھے۔ آپ تقویٰ' طہارت'

سیرت و کردار، معرفت و روحانیت اور جمال و جلال میں سیدنا غوث الاعظم علیہ الرحمتہ کی تصویر تھے۔

آپ نے اپنے آبائی وطن بغداد شریف کو چھوڑ کر نقل مکانی کی اور پاکستان کو اپنا مسکن بنالیا۔ زیادہ قیام کوئٹہ میں ہوا کرتا تھا تاہم سردیوں میں کراچی تشریف لے آتے۔ پاکستان اتنا پسند آیا کہ آپ نے اسے اپنی آخری آرام گاہ کے لئے بھی منتخب کر لیا۔ آپ کے صاحبزادگان کی اولین ترجیح آپ کو بغداد شریف میں ہی دفن کرنا تھا لیکن عراق کویت جنگ کے باعث اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ آپ سرزمین پاکستان ہی میں دفن ہوں۔ بالآخر آپ کو ٹاؤن شپ لاہور کے علاقے "بغداد ٹاؤن" میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اب یہاں حضور غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے روضہ مبارک (بغداد شریف) کے مطابق آپ کا مقبرہ زیر تعمیر ہے۔ دنیا بھر میں لاکھوں کی تعداد میں مریدین اور وابستگان آپ سے روحانی فیض پا چکے ہیں اور پا رہے ہیں۔

آپ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضری دینے کے لئے بریلی شریف بھی تشریف لے گئے تھے۔ شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم فرمائی۔ جب تک آپ بریلی شریف میں قیام پذیر رہے، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ننگے پاؤں رہے۔ (۴۰)

"یوم رضا" کے موقع پر مرکزی مجلس رضا لاہور کے نام اپنے پیغام میں فرماتے ہیں:۔

"مولانا احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ"

عاشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور عاشق حضرت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ' عابد و متقی عالم موحد و خادم سادات تھے انہوں نے اسلام کے لئے بے حد خدمات انجام دیں اور ان کا مدرسہ بابرکت ہے' خود مولانا مغفور اور ان کے شاگردوں نے ہندوستان و پاکستان میں اسلام کی بے حد خدمات سرانجام دیں' بالخصوص اہل سنت و جماعت کے لئے بد عقیدہ جو اہل سنت و جماعت کے مخالفین تھے کو شکست فاش دی' مولانا احمد رضا خاں موصوف کو رسول اعظم و غوث پاک کے طفیل بلند درجات عطا ہوئے ہیں اور ہم لوگ ان کی عزت کرتے ہیں کیونکہ موصوف مانے ہوئے اہل سنت و جماعت کے عالم و حامی تھے۔" (۶۱)

اسی طرح مولانا سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ (بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی) کے نام یوں پیغام ارسال فرماتے ہیں:۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ ایسی نابغہ روزگار ہستی جس کی علمی روحانی' دینی اور ملی خدمات ان گنت ہیں' کہیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہے'

مجھے بے حد خوشی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' علوم جدیدہ سے بہرہ ور طبقے اور نئی نسل کے لئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے علمی شہ پاروں کو شائع کر کے ایک ٹھوس کام کر رہا ہے۔

میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ

وہ آپ کو اور اراکین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو ہمت، استقامت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ اور ایسے اسباب مہیا فرمادے کہ آپ ایسے پرفتن دور میں جبکہ ہر طرف بے راہ روی کا دورہ ہے، اس شمع کو روشن رکھ سکیں، جس کی ضو امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے ہم تک پہنچائی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے مشن کو امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کا ذریعہ بنانا ہی دراصل ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کرنا ہے"۔ (۴۲)

راقم الحروف کے نام ایک محبت نامے" میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت مولانا امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز ایک سُنّی مسلمان، عاشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عاشق غوث پاک رضی اللہ عنہ اور اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے۔ ہندو پاکستان میں حنفیت کا علمبردار، شیخ المفسرین بلکہ ہندو پاک میں قرآن پاک کی تفسیر کا سردار ہے"۔ (۴۳)

صوفی باصفا علامہ محمد اللہ دتہ نقشبندی علیہ الرحمتہ

۱۳۴۹ھ ------------ ۱۴۰۵ھ

صوفی باصفا علامہ محمد اللہ دتہ نقشبندی علیہ الرحمتہ نسبا آرائیں، مسلکا" سنی حنفی مشربا" نقشبندی مجددی اور مولدا لدھیانوی تھے۔ آپ بچپن ہی سے خاموش طبع، سنجیدہ اور متین تھے۔ اولیائے کرام سے خاص محبت تھی، اس شوق عرفانی کو دل میں رکھتے ہوئے آپ نے دہلی، متھرا، سرہند اور اجمیر شریف کے

مقامات مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عظیم بزرگ حضرت حاجی محمد اکبر نقشبندی علیہ الرحمتہ سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ فن مناظرہ کے لئے مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمتہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا' بعد میں بے مثل مناظر مشہور ہوئے۔ آپ نے گفتار اور کردار کے ذریعے لوگوں میں اسلام کی حقیقی محبت کا شوق پیدا کیا۔ ہر فتنے کے خلاف ہمیشہ سینہ سپر رہے۔ فرق ہائے باطلہ کے خلاف آپ کی درجنوں کتابیں یادگار ہیں۔ آپ کا عظیم کتب خانہ آپ کے علمی ذوق اور علوم اسلامیہ سے غایت درجہ محبت کا زندہ ثبوت ہے۔ جامع مسجد حنفیہ دسن پورہ لاہور میں تقریباً چھبیس سال تک بیماری کے باوجود درس قرآن کریم دیتے رہے۔ اس سے ہزاروں حق کے متوالوں کو رشد و ہدایت کی روشنی عطا ہوئی۔ آپ کا مزار پر انوار جامع مسجد حنفیہ دسن پورہ لاہور کے صحن سے متصل خارج از مسجد جگہ پر مرجع خاص و عام ہے۔ عاشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قبلہ صوفی باصفا محمد اللہ دتہ نقشبندی علیہ الرحمتہ کے سوانح نگار جناب شہزاد احمد لکھتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام سننا آپ کے معمولات میں شامل تھا"۔ "آپ اس پر آشوب اور فتنوں بھرے دور میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمتہ کی تعلیمات کو پڑھنا اور پڑھانا ضروری سمجھتے تھے"۔ (۶۴)

جناب محمد عمر فاروق اپنے ایک مضمون میں آپ کا یہ فیصلہ کن "ارشاد"

لکھتے ہیں:۔

"جو لوگ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اشارۃً بھی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ مفتی اور عالم ہی کیوں نہ کہلواتے ہوں' ان کی مجلس اختیار نہ کرو"۔(۶۵)

شیخ العلماء مفتی عزیز احمد بدایونی قادری علیہ الرحمتہ

۱۳۱۹ھ ------------ ۱۴۰۹ھ

شیخ العلماء مفتی عزیز احمد بدایونی قادری علیہ الرحمتہ کا تعلق بدایوں کے ایک علمی خاندان سے ہے۔ ان کی تمام عمر علوم دینیہ کی نشرو اشاعت میں بسر ہوئی۔ آپ کا علم' تقویٰ اور عمل مثالی تھا۔ آپ کے معاصرین علماء آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

عشق مصطفیٰ ﷺ کا یہ عالم تھا کہ تقریر کے دوران ذکر مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش جاری ہو جاتی تھی۔

عاشق رسول ﷺ مولانا شاہ محمد عبدالقدیر قادری بدایونی علیہ الرحمتہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا تھا۔ علاوہ ازیں خلیفہ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری علیہ الرحمتہ نے بھی کمال لطف و کرم سے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ "تفسیر البیان فی ترجمتہ القرآن" کے علاوہ کئی کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا مزار پر انوار عظیم روحانی بزرگ حضرت جان محمد حضوری علیہ الرحمتہ چوک گڑھی شاہو لاہور کے مزار مبارک

سے ملحقہ قبرستان میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

غلام اویس قرنی تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت مفتی علیہ الرحمتہ نے سیدنا امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ الصمدانی سے شرف ملاقات بھی حاصل کیا' راقم (غلام اویس قرنی) نے ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عالی! کیا آپ نے کبھی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کی ہے؟ تو فرمانے لگے۔ "ہاں! اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے ملاقات ہوئی تھی اور مارہرہ شریف میں آپ کی ایک تقریر دلپذیر بھی سنی تھی"۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی دینی و مذہبی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے تھے:۔

آپ (اعلیٰ حضرت قدس سرہ) بے شک اپنے دور کے مجدد تھے' آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اسے انتہا تک پہنچایا' آپ کے رسائل مسلک اہل سنت کے لئے کافی و وافی ہیں' چونکہ زبان عالمانہ ہے' اس لئے آپ کی تحریر اکثر و بیشتر عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے"۔ (٦٦)

قبلہ عالم سید فیض محمد شاہ قندھاری علیہ الرحمتہ

۱۸۵۰ء-------------۱۹۲۱ء

قبلہ عالم سید فیض محمد شاہ قندہاری علیہ الرحمتہ کا تعلق افغانستان کے معروف شہر قندہار سے ہے۔ آپ مادر زاد ولی کامل تھے۔ آپ کے والد گرامی سید امیر محمد شاہ علیہ الرحمتہ صاحب فراست مرد کامل و اکمل تھے اور جد امجد سید خان محمد شاہ علیہ الرحمتہ بھی نا.بغہ روزگار ہستی تھے۔ آپ نجیب الطرفین سید تھے۔

ظاہری علوم کے حصول کے دوران ہی آپ نے باطنی و روحانی علوم کے حصول کے لئے شیخ طریقت کی تلاش شروع کردی۔ چنانچہ استخارہ فرمایا' عالم رویا میں درخشاں و تاباں چہرہ نظر آیا۔ دوسری شب بھی اسی ہستی کامل کی زیارت سے مستفید و مستفیر ہوئے۔ پھر اس امر کا انکشاف بھی ہوا کہ حضرت کی ذات اقدس کا نام نامی اسم گرامی قطب زمانہ حضرت ملا راحم دل علیہ الرحمتہ ہے۔ چنانچہ طلب صادق سے یہ گوہر نایاب حاصل ہوگیا۔ آپ بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ مجددیہ سے فیض یاب ہوئے۔

۱۸۷۰ء میں مرشد کامل کے حکم سے برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے۔ تبلیغ اسلام کی سینکڑوں گم راہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر راہ راست پر آئے۔

ملتان شریف میں کاملین کے مزارات پر حاضری دی۔ بعد ازاں ہندوستان گئے اور اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی۔ بعد میں بمبئی' دہلی میں مزارات پرانوار پر حاضری دیتے ہوئے لاہور میں حضور داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمتہ کے مزار پرانوار پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ پھر بعد میں اپنے مریدین

باصفا کے ساتھ نقل مکانی کرتے ہوئے چک نمبر ۲۱۱ گ ب تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں نزول اجلال فرمایا۔ آپ کے دم قدم سے یہ علاقہ "فیض آباد" کے نام سے معروف ہوا۔ آپ کا روضہ اقدس فیض آباد شریف میں مرجع خلائق اور مصدر فیوض و برکات ہے۔

پروفیسر غلام سرور رانا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ صحیح عقیدہ کے بغیر منزل باطن کا حصول ممکن ہی نہیں' چنانچہ آپ صحیح العقیدہ سُنی حنفی بریلوی عالم دین اور شیخ طریقت تھے' اور حضرت قبلہ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بہت ہی متاثر تھے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کا جذبہ عشق رسول (ﷺ) ایسی جانی پہچانی حقیقت ہے کہ جب اس کا ذکر آتا ہے' فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ سامنے آجاتے ہیں"۔ (۶۷)

مبلغ اسلام پیر محمد ہاشم جان سرہندی علیہ الرحمتہ

۱۹۰۲ء ------------ ۱۹۷۵ء

مبلغ اسلام مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی علیہ الرحمتہ کا سلسلہ نسب امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ سے ملتا ہے۔ آپ عالم' فاضل اور حافظ قرآن تھے۔ صورت و سیرت اور علم و فضل میں بے مثال شخصیت تھے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں آپ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ اسلام و مسلمین کے خلاف جب بھی کوئی فتنہ اٹھا تو آپ نے فوری طور پر اس کی سرکوبی کی۔ آپ دشمنان اسلام

کے لئے شمشیر بے نیام تھے۔ موسم گرما میں آپ کوئٹہ تشریف لے جاتے تھے' پندرہ سولہ سال تک وہاں قرآن پاک کا درس دیتے رہے۔ تبلیغ اسلام اور رشد و ہدایت کی مصروفیات کے باوجود کئی کتابوں کے تراجم آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کو کتابوں سے والہانہ شغف تھا' دور دور سے کتابیں منگواتے اور اپنے کتب خانہ میں سجاتے تھے۔ کراچی کے علماء میں آپ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کی آخری آرام گاہ ٹنڈو سائیں داد (سندھ) میں ہے۔

مبلغ اسلام مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی علیہ الرحمتہ کو اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ کے کارناموں کو سراہتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> "فاضل بریلوی قدس سرہ نے عظیم کارنامے سرانجام دیئے ہیں' ... اس دور کے عظیم علماء میں شامل ہیں' اگر فاضل بریلوی قدس سرہ اپنے دور کے ان فتنوں کا سد باب نہ کرتے اور ان لوگوں کا شدید مقابلہ نہ کرتے تو نہ معلوم آج ... طوفان کہاں پہنچتا؟"۔ (۶۸)

غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی چشتی علیہ الرحمتہ

۱۹۱۳ء ---------- ۱۹۸۶ء

غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی چشتی علیہ الرحمتہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ بے مثل مفسر قرآن' لاثانی محدث' عظیم فقیہہ اور

عاشق رسول (ﷺ) تھے' آپ کا تعلق خانوادہ سادات سے ہے۔ آپ نے اپنے اجداد کی ترجمانی کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آپ کی ساری زندگی فرق ہائے باطلہ کے خلاف قلمی جہاد میں گزری۔ آپ کی بے شمار تصانیف مینارہ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تحریک پاکستان میں بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کے مشاہیر تلامذہ نہ صرف کثیر تعداد میں بلکہ علم و فضل میں بھی نادر روزگار ہیں۔ آپ کا دربار گوہربار مدینتہ الاولیاء ملتان میں مرجع خلائق ہے۔

قبلہ علامہ کاظمی علیہ الرحمتہ' امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے عاشق زار تھے۔ جب بھی کسی نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی تو آپ کا راہوار قلم فوراً" تعاقب میں سرپٹ دوڑتا بالآخر معترض کو راہ فرار اختیار کرنی پڑتی۔

آپ کی تمام تصنیفات' مقالات اور ملفوظات سے محبتِ رضا اظہر من الشمس ہے۔ بخوف طوالت یہاں چند جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے:۔

جناب مفتی غلام سرور قادری رقم طراز ہیں کہ ایک مرتبہ راقم مولانا نور احمد فریدی علیہ الرحمتہ کے عرس کے موقع پر حضرت کے ساتھ جتوئی شہر گیا' رات کو حضرت تقریر کر کے اپنی نشست گاہ پر تشریف لائے اور اپنی چارپائی پر لیٹے تو راقم آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کوئی بات کریں۔ راقم نے عرض کی کہ مدرسہ انوار العلوم میں ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ تو علم ظاہری کے ایک عالم تھے' بس یہ سنتے ہی حضرت اٹھ کر بیٹھ گئے' پھر فرمایا کہ۔

مولانا! جس نے یہ بات کی ہے وہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ

کے مقام سے بے خبر ہے"۔

پھر فرمایا کہ:۔

"مولانا! اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مجدد برحق ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثل عالم' بے مثل فقیہہ' بے مثل محدث اور بے مثل محقق تھے' پھر فرمایا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ اپنے زمانے کے غوث اور قطب عالم تھے' ان کی مثال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے پہلے دور دور تک بھی نظر نہیں آتی' درحقیقت میرے سمیت اس دور کے تمام سنی علماء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ ہی کے چشمہ علم و عرفان سے مستفید و مستفیض ہونے والے ہیں"۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے بعد ان کے دو صاحبزادوں حجتہ الاسلام امام حامد رضا خاں علیہ الرحمتہ اور مفتی اعظم ہند امام مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمتہ جیسی ہستیاں بھی اپنی جگہ بے مثل ہیں اور ان کے پائے کی علمی و حقانی اور ربانی شخصیتیں نظر نہیں آتیں"۔(۱۹)

جناب مفتی غلام سرور قادری ہی ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملتان میں حضرت قبلہ کاظمی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور اس دوران داڑھی کی حد شرع یک مشت سے واجب ہونے سے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے فتوے کا ذکر آیا کہ جو شخص داڑھی یک مشت سے کم کراتا ہے وہ فاسق معلن ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے

اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے اس فتوے پر فقیر نے انوار العلوم کے بعض اساتذہ کی تنقید کا ذکر کیا' سیدی و سندی قبلہ کاظمی صاحب علیہ الرحمتہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے' یہ سنتے ہی اٹھ بیٹھے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے اس فتوے پر تنقید کرنے والے صاحب پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے فتوے پر تنقید ہم سے برداشت نہ ہوگی' یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے نظریات حقہ کا علم بردار ہے۔ ہم کیا ہیں؟ جو کچھ ہیں' اعلیٰ حضرت ہیں' سب کچھ انہیں کا صدقہ ہے۔ ہم انہیں کے ریزہ خوار ہیں' ہم انہیں کے نام لیوا ہیں۔ جو شخص اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے نظریات و تحقیقات شریفہ سے متفق نہیں ہم اسے برداشت نہیں کرسکتے۔ ہمارے مدرسہ میں ایسے شخص کی کوئی گنجائش نہیں"۔

مزید فرمایا:۔

"ہم سب اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ ہی کی عظمت فکر کے مداح خواں ہیں' اور جو علماء اہل سنت میدان تحقیقات میں جولانیاں دکھاتے یا فضائے تدقیق میں پرواز کرتے ہیں۔ یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ ہی کے فیوضات ہیں جن سے کوئی سنی عالم بے نیاز نہیں رہ سکتا"۔(۷۰)

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ

۱۹۰۶ء-------------۱۹۸۱ء

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ کا تعلق سیال شریف کے ایک بہت بڑے علمی و روحانی گھرانے سے ہے' آپ نے نو سال کی عمر میں حافظ کریم بخش سے قرآن مجید حفظ کیا۔ فارسی اور عربی فنون کی کتابیں مدرسہ ضیاء شمس الاسلام و سیال شریف کے نامور اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ بعض کتب مولانا محمد دین بدھو (اٹک) سے بھی پڑھیں۔ پھر مدرسہ صوفیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے اور علامہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ بعد ازاں مدرسہ ضیاء شمس الاسلام ہی سے سند فراغت و دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ نے علماء حق کے ساتھ مل کر آزادی وطن کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ تحریک پاکستان میں آپ کی گراں قدر خدمات اظہر من الشمس ہیں۔

آپ حج بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ آپ ٹریفک کے ایک حادثے میں شدید زخمی ہو کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار پر انوار سیال شریف (سرگودھا) میں مرجع خلائق ہے۔

مولوی عطا محمد نعیمی ٹیچر (نور پور تھل تحصیل و ضلع سرگودھا) کے ایک خط کے جواب میں خواجہ محمد قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"فقیر نے کہا تھا کہ میں تلمذاً" خیر آبادی اور سلسلہ تصوف کے لحاظ سے چشتی سلیمانی ہوں۔ میرا عقیدہ مولانا احمد رضا

خاں صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق ہے' یعنی جو عقیدہ میرے پیران عظام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ وہی میرا عقیدہ ہے اور وہی عقیدہ مولانا احمد رضا خاں صاحب مرحوم و مغفور کا ہے۔ یہ نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمتہ کی تعلیمات کی وجہ سے میرا یہ عقیدہ ہے بلکہ ہمارا عقیدہ ابتداء سے یہی رہا ہے' نیز فقیر نے جو لفظ "بریلوی" نہ ہونے کے کہے تھے' اس لئے کہ نہ فقیر کسی بریلوی عالم کا شاگرد ہے اور نہ ہی بریلی شریف میں تعلیم حاصل کی ہے' اس لئے فقیر کسی ایسے دیوبندی کو جس کا عقیدہ فقیر کے اکابرین یا مولانا بریلوی صاحب علیہ الرحمتہ کے عقیدہ کے مطابق ہو گمراہ نہ سمجھے گا"۔ (۱۷)

بریلوی مسلک کے متعلق کسی عالم نے آپ سے استصواب کیا تو خواجہ سیالوی علیہ الرحمتہ نے فرمایا:۔

"میں مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کی خاک پا کے برابر بھی نہیں' کیونکہ فقیر کے عقیدے میں مذہب کی بنیاد عشق رسول ﷺ پر ہے اور عشق کی بنیاد ادب پر ہے۔ مولانا بریلوی علیہ الرحمتہ کو ذات رسول ﷺ سے بے پناہ عشق تھا"۔

پھر آپ نے زبان مبارک سے یہ شعر پڑھا۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

خواجہ سیالوی علیہ الرحمتہ کے مرید صادق محمد مرید احمد چشتی اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بہت سے دانشور حضرات کی خدمت میں عریضے ارسال کیے اور ان سے درخواست کی کہ وہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی دینی' علمی' ادبی اور سیاسی خدمات کے بارے میں اپنے تاثرات سے نوازیں' اسی دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ جب کئی خطوط کے جواب آنے میں کافی دیر ہو گئی تو میں پریشان ہو گیا' ایک رات میرے پیر و مرشد قبلہ عالم شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمرالملت والدین مدظلہ العالی سیال شریف کی زیارت نصیب ہوئی' آپ نے فرمایا۔ "بیٹے! گھبرانے کی کوئی بات نہیں' اپنا کام کیے جاؤ' یہ لوگ تمہیں ضرور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی علمی و دینی خدمات کے بارے میں اپنے تاثرات سے آگاہ کریں گے"۔

اس کے بعد میری پریشانی ختم ہو گئی اور میں نے کام جاری رکھا' تھوڑے ہی دنوں بعد مندرجہ بالا فضلاء اور بے شمار دانشور حضرات نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے بارے میں اپنے تاثرات اور خطوط سے نوازا"۔ ملخصاً" (۷۳) (۷۴)

مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب خادم آستانہ عالیہ سیال شریف کا بیان ہے:۔

"حضرت خواجہ سیال علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا "فتاویٰ رضویہ"

کو دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر علامہ شامی رحمتہ اللہ علیہ اس زمانہ میں ہوتے تو مولانا موصوف کی شاگردی کرتے"۔ (۷۴)

زینت العلماء مولانا عبدالرحمٰن درویش علیہ الرحمتہ

زینت العلماء مولانا عبدالرحمٰن درویش مکتہ المکرمہ میں نہایت ہی بزرگ اور ہردلعزیز درویش ہیں۔ ان کا مکان حرم شریف سے بالکل متصل اور نہایت ٹھنڈا تھا۔ مولانا غلام مصطفیٰ اپنے سفرنامہ صفحہ ۴۷ پر ان سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ان کی عمر شریف تقریباً" اسی سال کی ہو چکی ہے لیکن جوانوں سے بھی زیادہ چست ہیں۔ سوائے بالوں کی سفیدی کے ان پر بڑھاپے کا قطعی کوئی اثر نہیں ہے' جس نے ان کی صحت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بزرگان دین کے کرم کا اثر ہے' میں جب چھوٹا تھا تو حضرت علامہ شیخ الدلائل مولانا عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کا جھوٹا کھانا مجھے نصیب ہوا کرتا تھا۔ یہ حضرت موصوف کے جھوٹے کھانے کی برکت ہے کہ میں ابھی تک جوان ہوں۔

مولانا عبدالرحمٰن درویش یہ وہ بزرگ ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے بہت سارے تبرکات ان کے پاس موجود ہیں جن کی میں نے اور مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب اعظمی نے زیارت کی' اعلیٰ حضرت کے عطا کردہ تبرکات میں حسب ذیل چیزیں اب تک ان کے پاس موجود ہیں۔ ایک کالے رنگ کی شیروانی' ایک روئی

دار بنڈی' بریلی شریف کے بنے ہوئے تانبے کے دو لوٹے ایک مشک' مولانا عبدالرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ میں اس وقت چھوٹا تھا لیکن ذی ہوش تھا' مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملتے تو ان کی دست بوسی کرتے اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کسی ہندوستانی عالم کا نہیں دیکھا"۔(۷۵)

اعلم العلماء علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری علیہ الرحمۃ

اعلم العلماء علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری علیہ الرحمۃ علمائے مکہ کے استاذ الاساتذہ ہیں۔ انتہائی بے باک عالم حقانی ہیں۔ جس وقت سعودی عرب کا بادشاہ ابن مسعود جنت المعلیٰ' جنت البقیع شریف کے مزارات مقدسہ کو توڑ رہا تھا تو اس وقت آپ ہی نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کی دیوار کے نیچے اس کی جابرانہ و ظالمانہ حرکت کے خلاف آواز بلند کی' علمائے حرم کو غیرت دلائی۔ آپ کی اس صدائے حق نے عوام و خواص کو چونکا دیا' عربوں کی غیرت میں جوش آگیا' ہر جگہ بادشاہ کے جور و ستم کے خلاف احتجاج ہونے لگا' شاہ ابن سعود نے یہ حالت دیکھ کر علامہ محمد مغربی اور آپ کے ساتھیوں کو حبس دوام کی سزا دے دی' تھوڑے دنوں کے بعد جب بادشاہ مر گیا اور اس کا بیٹا تخت نشین ہوا تو اس نے علامہ محمد مغربی اور آپ کے رفقاء کو آزاد کر دیا اور پھر مزارات مقدسہ کے توڑ پھوڑ کا سلسلہ بند ہو گیا

اسی بے باک مرد مومن کی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے مولنا غلام

مصطفیٰ صاحب اپنے سفرنامہ صفحہ ۷۰ پر لکھتے ہیں کہ:۔

ہم لوگ دوسرے دن حضرت علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری کے دربار تک پہنچے' یہاں کمروں کی آرائش و زیبائش کا عجیب عالم تھا ہر طرف نہایت ہی قرینے سے گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے نہایت ہی قیمتی قالین بچھے ہوئے تھے بڑی بڑی الماریوں میں نایاب کتابیں دلفریب طریقے سے سجائی گئی تھیں ایک طرف ٹیلیفون رکھا ہوا تھا بڑے بڑے روسائے مکہ شیخ کو پنکھا جھل رہے تھے۔ حبشی جوان پٹکا باندھے مؤدب کھڑے تھے' شیخ موصوف نہایت ہی معمر لیکن نہایت تندرست ہیں چہرہ نورانی دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے' عالم پیری میں بھی وہ نور ان کے چہرے سے جھلک رہا تھا کہ اللہ اللہ کیا کہنا' ہم لوگ شیخ سے ملے' شیخ کو جب یہ معلوم ہوا کہ ہم لوگ اعلیٰ حضرت کے سلسلے میں منسلک ہیں تو پھر دوبارہ شیخ نے کھڑے ہو کر فرداً" فرداً" سب سے مصافحہ و معانقہ فرمایا کہ حضرت علامہ فاضل بریلوی میرے ہم عصر اور میرے بہت دوست تھے۔ ہم آج بھی ان کے علم و فضل کے مداح ہیں اور ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔

ایک دن حرم شریف میں ہم لوگ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے مغرب کی نماز ہو چکی تھی' مصر' یمن' ترکی وغیرہ کے بڑے بڑے علماء شیخ کے سامنے جلوہ افروز تھے' ہم لوگوں کو دیکھتے ہی شیخ کھڑے ہو گئے پھر کیا تھا غیر ممالک کے علماء کی نگاہیں ہم لوگوں کی طرف اٹھ گئیں کہ یہ کون لوگ ہیں کہ شیخ نے ان کی یہ عزت افزائی فرمائی۔ شیخ نے ہم لوگوں کا تعارف کرایا اور اعلیٰ حضرت کے حالات بیان فرمائے۔ علمائے مکہ کے دلوں میں اعلیٰ حضرت کی عظمت اتنی راسخ ہو چکی تھی کہ شاگردوں کے شاگرد بھی ان کے نزدیک قابل احترام و لائق

صد عزت ہیں۔ ملخص" (۷۶)

عارف باللہ شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمتہ پیلی بھیت

عارف باللہ شاہجی محمد شیر میاں علیہ الرحمتہ پیلی بھیت شریف کے مشہور و معروف بزرگ ہیں' آپ کی کشف و کرامات کا بہت شہرہ ہے۔

عارف باللہ شاہجی محمد شیر میاں علیہ الرحمتہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے درمیان گہرے تعلقات تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے تھے۔ آپ بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی عظمت کے قائل تھے'

فخر الحفاظ حافظ یعقوب علی خاں علیہ الرحمتہ جب حضرت شاہجی میاں علیہ الرحمتہ کی خدمت میں مرید ہونے کی غرض سے تشریف لے گئے' شاہجی میاں علیہ الرحمتہ نے حافظ صاحب سے فرمایا کیا کرو گے مرید ہو کر تم تو خود مادر زاد ولی ہو' حافظ صاحب نے پھر عرض کیا کہ مرید فرمالیجئے' آپ نے پھر وہی جملہ فرمایا' تیسری بار پھر عرض کیا تو شاہجی میاں (علیہ الرحمتہ) نے فرمایا دیکھو' لوح محفوظ پر تمہارا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے تم بریلی جاؤ بڑے مولوی صاحب مولانا احمد رضا خاں صاحب (علیہ الرحمتہ) کے یہاں تمہارا حصہ ہے لہٰذا حافظ صاحب بذریعہ ٹرین پیلی بھیت سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوئے' اِدھر اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) نے مولانا عبدالاحد صاحب پیلی بھیتی اور مولانا حبیب الرحمن صاحب کو حکم دیا کہ اسٹیشن جاؤ اس ٹرین سے حافظ صاحب تشریف لا

رہے ہیں' ان کو یہاں پر لے آؤ۔ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) نے نہ تو حافظ صاحب کا نام ظاہر فرمایا نہ ان حضرات نے دریافت کیا' خیر اسٹیشن پہنچے ٹرین میں سے حافظ یعقوب علی خاں صاحب اترے تو ان حضرات نے پہچان لیا اور حافظ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے' حافظ صاحب نے اعلیٰ حضرت کا پتہ بتایا تو مولانا حبیب الرحمن خان صاحب پیلی بھیتی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت نے تو پہلے ہی بتا دیا' دونوں حضرات حافظ صاحب کو لے کر محلہ سوداگراں کو چلے' ادھر اعلیٰ حضرت اپنے دولت کدے پر حافظ صاحب کے استقبال کے لئے دروازے پر رونق افروز تھے کہ اتنے میں حافظ صاحب تشریف لے آئے۔ معانقہ مصافحہ ہوا' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے حافظ صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کچھ ارشاد فرمایا اور حافظ صاحب کو بیعت فرمالیا۔ ملخص" (۷۷)

مجذوب زمانہ حضرت دھوکا شاہ علیہ الرحمتہ

مجذوب زمانہ حضرت دھوکا شاہ علیہ الرحمتہ بریلی شریف کے مشہور بزرگ ہیں۔ آپ پر بھی اکثر جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔

۱۳۲۹ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت دھوکا شاہ علیہ الرحمتہ' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی بارگاہ میں تشریف لائے اور فرمانے لگے' حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت زمین پر نظر آ رہی ہے' آسمان پر نظر نہیں آتی' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے فرمایا' حضور پر نور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت جس طرح زمین پر ہے' اسی طرح آسمان پر بھی اس کے بعد حضرت

دھوکا شاہ علیہ الرحمتہ نے پھر عرض کیا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت زمین پر نظر آ رہی ہے' آسمان پر نظر نہیں آتی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے پھر فرمایا کسی کو نظر آئے یا نہ آئے لیکن میرے آقا شہنشاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت بحر و بر' خشک و تر برگ و ثمر' شجر و حجر' شمس و قمر زمین و آسمان ہر شے پر ہر جگہ جاری تھی جاری ہے اور جاری رہے گی۔ یہ جواب سن کر حضرت دھوکا شاہ علیہ الرحمتہ چلے گئے۔ حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمتہ کی عمر شریف اس وقت ۶ (چھ) سال کی تھی' آپ کوٹھے پر تشریف فرما تھے کچھ دیر کے بعد کوٹھے پر سے گر پڑے' والدہ صاحبہ نے اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کو آواز دی اور فرمایا تم ابھی ایک مجذوب سے الجھے اور وہ مجذوب شاید غصے میں چلے گئے' دیکھو جبھی تو یہ "مصطفیٰ رضا" کوٹھے پر سے گر پڑے' مجذوبوں سے الجھنا نہیں چاہیے۔ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) نے فرمایا مصطفیٰ رضا کوٹھے پر سے گرے تو لیکن چوٹ نہیں لگی ہو گی۔ دیکھا تو حضرت مسکرا رہے تھے۔ پھر فرمایا مولیٰ تعالیٰ جل و علا اگر ایسے ایسے مصطفیٰ رضا ہزار عطا فرمائے تو خدا کی قسم ان سب کو شریعت مطہرہ پر قربان کر سکتا ہوں لیکن شریعت مطہرہ پر کوئی حرف نہ آنے دوں گا۔ پھر فرمایا یہ مجذوب تو فقیر کے پاس اپنی اصلاح کے لئے تشریف لاتے ہیں اور یہ کام فقیر کے سپرد ہے۔ حضرت دھوکا شاہ صاحب (علیہ الرحمتہ) زمین کی سیر فرما چکے تھے اب آسمان کی سیر فرمانے جا رہے تھے لہٰذا اس نظر کی ضرورت تھی جس سے حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات آسمان پر بھی ملاحظہ فرماتے اس لئے فقیر کے پاس تشریف لائے وہ نظر ان کو عطا کر دی گئی۔ کچھ دیر کے بعد حضرت دھوکا شاہ صاحب (علیہ الرحمتہ)

دوبارہ پھر تشریف لائے اور لپکتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھ کر معانقہ کیا اور پیشانی چوم لی پھر فرمایا خدا کی قسم جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت زمین پر ہے اسی طرح آسمان پر بھی بلکہ ہر جگہ ہر شے پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حکومت دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے طفیل اب آسمان پر بھی حضور علیہ السلام کی حکومت نظر آ رہی ہے۔

جانتے تھے تجھے قطب وابدال سب تیرا کرتے تھے مجذوب و سالک ادب
تیری چوکھٹ پہ خم اہل دل کی جبیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا (۷۸)

مجذوب الاولیاء چپ شاہ میاں علیہ الرحمۃ

مجذوب الاولیاء چپ شاہ میاں علیہ الرحمۃ کا اصل نام شاہ عبدالوحید خاں علیہ الرحمۃ ہے آپ پر ہر وقت جذب طاری رہتا تھا کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے اسی لئے "چپ شاہ میاں" کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ پیلی بھیت کے مشہور و معروف بزرگ ہیں۔ آپ کا مزار بھی پیلی بھیت ہی میں ہے

حضرت چپ شاہ علیہ الرحمۃ سٹوول کے پاکڑ کے قریب محلہ ڈوری لال میں جامن کے درخت کے نیچے برہنہ جذب کی حالت میں پڑے رہتے تھے' قریب میں آگ سلگتی رہتی تھی' ہر وقت "چپ" رہتے تھے۔ ایک روز چپ شاہ میاں علیہ الرحمۃ کھڑے ہو کر بلند آواز سے فرمانے لگے۔ "ہے کوئی' ہے کوئی' ہے کوئی"۔ اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آ پہنچا' اس نے کہا' میاں کیا ہے؟

فرمایا' میں برہنہ ہوں' ستر کھلا ہوا ہے' ایک مرد حق آ رہا ہے۔ جلدی سے کوئی کپڑا لاؤ کہ میں اپنے ستر کو چھپاؤں' اس شخص نے کمبل لا کر دے دیا' آپ نے اس کمبل کو اوڑھ لیا اور اپنا ستر چھپا لیا اور کھڑے ہو گئے۔ کسی کے انتظار میں کہ اتنی دیر میں ایک پالکی آئی جس میں اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) تشریف لا رہے تھے۔ پالکی جب قریب پہنچی تو اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) نے فرمایا' پالکی روک دی جائے' ولی اللہ کی خوشبو آ رہی ہے۔ پالکی رکی۔ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) پالکی میں سے اتر کر چپ شاہ میاں (علیہ الرحمتہ) کی طرف چلے کہ چپ شاہ میاں صاحب (علیہ الرحمتہ) اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کی طرف دوڑے اور چپٹ گئے' معانقہ کے بعد بیس منٹ تک پشتو زبان میں گفتگو فرمائی۔ دونوں شخصیات کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ کسی کی سمجھ میں نہ آئی۔ پھر اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) پالکی میں سوار ہوئے' جب پالکی چل دی تو چپ شاہ میاں (علیہ الرحمتہ) اپنی قیام گاہ پر آئے اور اس کمبل کو اتار کر پھینک دیا اور پھر ویسے ہی برہنہ ہو گئے۔

بہر تعظیم مجذوب چپ شہ میاں اوڑھیں کمبل ڈھکیں ستر کو بے گماں
ہوں کھڑے آپ کے واسطے محی دیں سیدی مرشدی شاہ احمد رضا
(۷۹)

مجذوب دوراں دینا میاں پیلی بھیتی علیہ الرحمتہ

مجذوب دوراں دینا میاں پیلی بھیتی علیہ الرحمتہ کا شمار بھی مجاذیب میں

ہوتا ہے۔ آپ حضرت شاہ جی میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے بہت زیادہ عقیدت مند تھے' ایک ایسا وقت آیا کہ حضرت شاہ جی میاں علیہ الرحمۃ' نے آپ کو وفور محبت سے گلے سے لگا لیا۔ اسی وقت آپ ازخود رفتہ ہو گئے' تارک الدنیا اور صاحب خدمت ہو گئے۔ گھربار چھوٹ گیا۔ شاہ جی میاں علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد صاحب خدمت ہو کر بریلی چلے گئے۔ بریلی کے لوگ آپ کے بڑے معتقد تھے اور آپ کی بڑی خدمت کرتے تھے۔ مگر آپ کسی شہر میں کہیں مستقل نہ ٹھہرتے تھے۔

مجذوب دوراں ڈینا میاں پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ جب سوداگری محلّہ کی گلیوں سے گزرتے تو ہر طرف دیکھتے' بھانپتے' گھبرائے ہوئے نکل جاتے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا سامنا نہ ہو جائے۔ ان کی اس قدر احتیاط سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کے سامنے آنا نہیں چاہتے تھے۔

ایک روز مولانا حسنین رضا خان علیہ الرحمۃ نے ڈینا میاں (علیہ الرحمۃ) سے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ (علیہ الرحمۃ) اس وقت باہر پھاٹک میں تشریف فرما ہیں' چلئے آپ کو ان سے ملا لائیں' آپ اپنی پکی زبان سے انکار کرتے رہے کہ۔

"میں نائے جانگو"

جب ان سے زیادہ اصرار ہوا تو بولے۔

"مولوی رجا احمد کمان شرے کے بلی ہیں۔ میں وا کے اگیلا
ہرگز نائے جانگو میرے ہج کھلے بیٹھے ہیں"۔

یعنی

"مولوی رضا احمد خان (علیہ الرحمتہ) پابند شرع ولی ہیں' میں ان کے سامنے ہرگز نہ جاؤں گا۔ میرا ستر کھلا ہوا ہے"۔ (۸۰)

علامہ مفتی پیر محمد قاسم مشوری علیہ الرحمتہ

۱۳۲۶ھ ------------- ۱۳۱۰ھ

علامہ مفتی پیر محمد قاسم مشوری علیہ الرحمتہ سندھ کی معروف علمی و روحانی شخصیت ہے۔ آپ نے والدین سے ناظرہ قرآن خوانی کے بعد گیارہ برس کی عمر میں سندھ کی مشہور درس گاہ دار الفیض سونا جتوئی لاڑکانہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں فراغت حاصل کی اور پیر پگارا خاندان کے عظیم روحانی رہنما حضرت پیر سید امام الدین شاہ راشدی قادری نقشبندی علیہ الرحمتہ کے دست حق پرست پر بیعت فرما کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک سال تک دار الفیض سونا جتوئی میں تدریس و فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۳۴۰ھ درگاہ عالیہ مشوری شریف میں اپنے استاد گرامی حضرت مولانا ابو الفیض غلام عمر جتوئی علیہ الرحمتہ کے ہاتھوں مدرسہ عربیہ قاسم العلوم کا سنگ بنیاد رکھوایا۔ اس درسگاہ سے آج تک علم و عرفان کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ آپ کے دست اقدس پہ ہزاروں فاسق و فاجر بیعت ہو کر تائب ہوئے ہیں۔ اور ہزاروں کافر و مشرک اور مرتد تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں' تحریک پاکستان میں بھی آپ کی خدمات گراں قدر ہیں۔ درجنوں کتابیں آپ کی علمی یادگار ہیں۔

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی قاسمی راقم کے نام ایک خط میں

تحریر فرماتے ہیں:۔

ایک مرتبہ حضرت علامہ مفتی پیر محمد قاسم مشوری (علیہ الرحمتہ) نے جامعہ عربیہ قاسم العلوم میں درس حدیث دیتے ہوئے فرمایا' "حضور اکرم ﷺ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ وقتاً" فوقتاً" کسی مرد کامل کو بھیجتا رہا' مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انہی کاملین میں سے تھے"۔

پھر فرمایا:۔

"اگر فتنوں کے دور میں مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمتہ پیدا نہ ہوتے (اور فتنوں کا تعاقب نہ کرتے) تو آج سینوں کا نام و نشان بھی نہ ہوتا"۔

ایک مرتبہ فرمایا:۔

حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اتنی (باطنی) طاقت والے تھے کہ اگر کسی کے قلب پر انگلی رکھتے تو مردہ قلب زندہ ہو جاتا"۔

حضرت قبلہ مشوری (علیہ الرحمتہ) اپنی کئی تقریروں میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی یہ نعت بھی پڑھتے تھے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو (۸۱)

غوث زماں پیر سید عبداللہ شاہ علیہ الرحمتہ

غوث زماں پیر سید عبداللہ شاہ علیہ الرحمتہ حسنی حسینی سید ہیں۔ آپ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمتہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں' آپ مادر زاد ولی ہیں۔ روحانی طور پر آپ کوئٹہ (بلوچستان) کے معروف مجذوب قلندر سید سمندر شاہ علیہ الرحمتہ سے بھی فیض یافتہ ہیں۔ آپ خاموش طبع' عابد' زاہد اور شب بیداری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ آپ کے مریدین کی تعداد بے شمار ہے۔ آپ نے اکثر قادریہ سلسلہ میں بیعت فرمائی ہے۔ آپ کا روضہ اقدس بھنگلی شریف (گوجر خان) میں مرجع الخلائق ہے۔

غوث زماں پیر سید عبداللہ شاہ علیہ الرحمتہ علمائے حق کی بہت زیادہ قدر دانی فرماتے ہیں۔ راقم نے جب آپ سے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے بارے میں استفسار کیا تو ان دنوں آپ علیل تھے لیکن آپ کے حکم پر آپ کے برادر صاحبزادہ سید سلطان علی شاہ مدظلہ نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں فرمایا:۔

"اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ' فیو ضکم القدسیہ القادریہ کا فیضان لامحدود ہے۔ آپ کا علم بحر عمیق ہے۔ آپ کی ذات کو دنیا بھر کے علماء میں اللہ تعالیٰ نے امتیازی شان عطا فرمائی ہے اور آسمان معرفت کے ستاروں میں حضور پاک ﷺ کے طفیل اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمایا ہے' یہ بات

اظہر من الشمس ہے۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والا آپ کی شان میں رطب اللساں نظر آتا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے علم و فضل کا کرشمہ ہے کہ آج شہر شہر' قریہ قریہ' بستی بستی آپ کے درود و سلام سے گونج رہے ہیں۔ دنیائے اسلام میں شاید ہی اتنا بڑا کوئی عالم ہو جس کو اتنی عزت' وقار اور توقیر اللہ تعالیٰ نے بخشی ہو کہ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے علم و فضل سے انحراف نہیں کر سکتے۔ آپ کا ترجمہ قرآن کنز الایمان دنیائے اسلام کے لئے "خزینہ فیضان" ہے۔ آپ کو تقریباً ستر علوم و فنون پر مہارت تامہ حاصل تھی' آپ کی ہر تصنیف عشق حبیب ﷺ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ہر کتاب پڑھنے سننے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر حرف اور ہر سطر عشق و محبت (ﷺ) کا جام ہے۔ آپ نے دنیائے اسلام پر جو احسانات فرمائے ہیں وہ قیامت تک ناقابل فراموش ہیں"۔(۸۴)

فخر السادات پیر سید غلام رسول شاہ خاکی علیہ الرحمتہ

۱۹۸۴ء ----------

فخر السادات پیر سید غلام رسول شاہ خاکی علیہ الرحمتہ سلسلہ عالیہ قادریہ سہروردیہ کی عظیم روحانی شخصیت ہے۔ آپ کا تعلق کشمیر سے ہے۔ آپ کے

دادا جان پیر سید عبداللہ شاہ گیلانی علیہ الرحمتہ نے آپ کی پرورش فرمائی۔ آپ خواب میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ آپ نے کئی کاملین سے کسب فیض حاصل کیا ہے' ان میں خواجہ قاسم موہڑوی علیہ الرحمتہ' پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمتہ بھی شامل ہیں۔ آپ کی تقریباً تیس تصانیف یادگار ہیں۔ ان میں پہلی تصنیف "کشکول قلندریہ وردامن سکندریہ" کافی مشہور ہے۔ اس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ میں اسے سرہانے کے نیچے رکھتا جب ذہن میں کوئی چیز آتی تو لکھنا شروع کر دیتا' شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کی کتاب سے استفادہ کیا تاکہ روایت حدیث میں کہیں غلطی نہ ہو جائے۔

۱۲۰ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ چکوال میں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ وفات سے چند دن قبل لئے گئے ایک تفصیلی انٹرویو میں فرماتے ہیں:۔

> "اپنے نسبی بزرگ شاہ محمد غوث گوالیاری علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ وہاں نماز عشاء کے بعد خیال آیا کہ قرآن مجید کے اتنے تراجم ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کون سا ترجمہ معتبر ہے اور کون سا نہیں؟ آپ نے خواب میں فرمایا کہ "کنز الایمان" کا مطالعہ کیا کرو باقی سب چھوڑ دو' میں نے سوچا کہ معلوم نہیں "کنز الایمان" کون سی کتاب ہے' اس پر آپ نے ایک کتاب کھول کر دکھائی۔ جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمتہ کا ترجمہ تھا۔ ملخصاً"

مزید فرمایا:۔

"حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ سے دو تین بار ملاقات کی' ایک دفعہ ایک جلسہ میں سٹیج پر آپ نے بلا لیا اور پاس بٹھلیا۔ انتہائی خوبصورت چہرہ' سفید ریش مبارک' سر پر دستار مبارک تھی"۔ اسی طرح میرے سامنے مولانا اشرف علی تھانوی کے پاس بعض مولانا' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے خلاف فتویٰ لینے آئے تو اشرف علی تھانوی نے جواب دیا وہ فنافی الرسول ہیں جو انہوں نے سمجھا اس پر فتویٰ دیا"۔ (۸۳)

مفسر قرآن علامہ حافظ سید غلام حسین مصطفیٰ رضا قادری علیہ الرحمتہ

مفسر قرآن علامہ حافظ سید غلام حسین مصطفیٰ رضا قادری ایک علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں' آپ کے آباؤ اجداد چھبیس پشتوں سے مفسر اور محدث چلے آ رہے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۵۰ء میں ملتان شریف کے مضافاتی قصبہ مخدوم رشید میں ہوئی۔ آپ نے قرآن کریم ناظرہ اور حفظ کی تعلیم اپنے ہی آبائی گاؤں میں استاذ الحفاظ قاضی نعمت اللہ شاہ علیہ الرحمتہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں دیگر علوم و فنون کی تحصیل کی خاطر متعدد جلیل القدر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے حضرت حسن میاں قادری

سجادہ نشین مارہرہ شریف' انڈیا کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ کو تمام علوم عقلیہ و نقلیہ پر کامل دسترس حاصل ہے۔ جب بھی کسی موضوع پر اظہار خیال فرماتے ہیں تو ایسے علمی انداز میں گفتگو کرتے ہیں کہ انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ اور بے ساختہ زبان سے تحسین و آفرین کے کلمات نکلتے ہیں۔

آپ کی معرکۃ الارا تصانیف میں مبارک القرآن (تفسیر)' سراج منیر (تفسیر)' عظمت مصطفیٰ ﷺ' خصائل العقول اور مقالات قابل ذکر ہیں۔

مفسر قرآن علامہ حافظ سید غلام حسین مصطفیٰ رضا قادری مدظلہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں ایک جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے بارے میں اظہار خیال یوں فرماتے ہیں:۔

"اردو تراجم میں پہلا ترجمہ لاجواب' بے نظیر ترجمہ عالم بے بدل اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ نے لکھا' اعلیٰ حضرت کے بارے میں فقیر کچھ نہیں کہتا' اتنا ضرور ہے کہ آپ ہر فن میں ماہر تھے' آپ بحر العلوم تھے' دشمنوں نے بھی یہ اعتراف کیا' آپ نے محبت مصطفیٰ ﷺ کو بہترین ادبی انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ یہ گمراہ فرقوں کا دور تھا' مگر آپ نے نہایت مختصر عرصہ میں گمراہ فرقوں کو تتر بتر کر دیا۔ امام اہل سنت اپنے وقت کے غوث زماں تھے' تقویٰ اور طہارت میں بے مثل تھے۔ آپ کی ہر ادا سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق تھی۔ حضور ﷺ کے

نام پر آپ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ آپ نے پندرہ سو سے زائد کتابیں لکھیں۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ امت محمدیہ ﷺ کے لیے قیمتی تھا۔ آپ نے شرح بخاری لکھی جو لاجواب ہے"۔ (۸۴)

آپ کے سامنے مخالف علماء بول نہ سکتے تھے' آپ کی شہرت تمام عالم اسلام میں پھیل گئی اور علماء مصر اور مدینہ نے آپ کو امام تسلیم کیا' آپ کا قلم اتنا شہ زور تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں امت کو علم کا بیش بہا خزانہ عطا کیا' آپ کی تحریر کا سکہ پوری دنیا میں ہے"۔

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"فقیر یہ کہتا ہے کہ بے شک کامل راستہ نبیین' شہداء' صدیقین اور صالحین کا ہے۔ اسی راستے پر نجات ہے۔ اولیائے کاملین کی محبت' صحابہ کی محبت' اہل بیت کی محبت یہی اصل نجات کا راستہ ہے۔ جس نے اس کو چھوڑا وہ اس دنیا میں اور آخرت میں ذلیل و خوار ہو گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ چودھویں صدی میں صحیح معنوں میں اولیاء اللہ' صحابہ اور اہل بیت انہی کے راستے کو صحیح معنوں میں ہمیں دکھلایا تو وہ ہمارے مجدد مائتہ حاضرہ امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمتہ ہیں۔ انہوں نے صالحین' صحابہ اور حضور ﷺ کی محبت عینی ایمان فرمائی وگرنہ آپ کو کسی سے کیا مخالفت

ہے' لوگ آپ کے خلاف کچھ کہتے ہیں' آپ کو بدعتی کہا جاتا ہے تو صرف اسی وجہ سے کہ آپ سرکار ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور کاملین کا راستہ دکھلاتے ہیں۔

خدا کی قسم! فقیر ناقص گناہگار ہے' واللہ واللہ مجھے دو مرتبہ زیارت رسول مقبول ﷺ ہوئی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے اور میرے ناقص کانوں نے آپ (ﷺ) کے یہ ارشادات سنے ہیں۔ فرمایا۔ "موجودہ وقت میں میری امت نے اگر صحیح راستہ اختیار کرنا ہو تو میرے احمد رضا کا راستہ اختیار کرو' یہی میرا راستہ ہے"۔ (۸۵)

قبلہ عالم حافظ شیخ محمد امین عبدالرحمٰن مدنی اوریسی مدظلہ

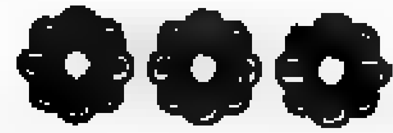
قبلہ عالم حافظ شیخ محمد امین عبدالرحمٰن مدنی اوریسی مدظلہ' سلسلہ عالیہ اوریسیہ کے ممتاز بزرگ ہیں۔ زاہد' عابد اور صاحب کشف ہیں۔ آج کل نارتھ ناظم آباد اے بلاک کراچی میں مقیم ہیں۔ خلق خدا آپ سے کسب فیض حاصل کر رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ سے بہت زیادہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔

آپ کے مرید صادق' جامع مسجد نظا' رام سوامی کراچی کے خطیب مولانا محمد افضل اوریسی لکھتے ہیں:۔

میں نے اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ حافظ شیخ محمد امین عبدالرحمٰن مدنی

مدظلہ العالی سے یہ الفاظ کئی بار سنے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے' اس وقت بھی ان کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دیکھا گیا ہے' اگر آج اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ زندہ ہوتے تو میں ان کے قدموں میں اپنا سر رکھتا"۔(۸۶)



اختتامیہ

قارئین کرام! شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے بارے میں کاملین کے تاثرات و جذبات پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے۔ حالانکہ تمام کاملین کے خیالات تک راقم کی رسائی بھی نہ ہو سکی۔ یہ تمام کاملین تقریباً" اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ سے استادی' شاگردی یا مریدی' نسبی و خاندانی تعلق نہیں رکھتے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے تمام خلفاء و تلامذہ کا شمار بھی کاملین میں ہی ہوتا ہے۔ اس مقالے میں ان کے تاثرات بھی نہیں دیئے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ تو ان ہی کے خلفاء اور تلامذہ کے تاثرات ہیں۔ اور خلفاء و تلامذہ اپنے پیر استاد کی ہمیشہ تعریف ہی کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ پہلی بار ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لئے گئے۔ دونوں بار حجاز کے کاملین نے آپ کی عزت افزائی اور بڑی قدر و منزلت کی۔ مولانا بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:۔

> شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبدالحق مہاجر مکی علیہ الرحمتہ کے مخلص شاگرد حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمتہ کا بیان ہے کہ ہم سالہا سال سے یہاں مدینہ طیبہ میں

مقیم ہیں۔ اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں اور جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی بات نہیں پوچھتا لیکن اعلیٰ حضرت کے پہنچنے سے پہلے ہی علماء تو علماء اہل بازار تک آپ کی زیارت و ملاقات کے مشتاق تھے۔ چنانچہ جب مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت کی حاضری ہوئی اور آمد کی خبر ہر طرف پھیلی تو صبح سے عشاء تک آپ کے پاس علمائے مدینہ کا ہجوم رہتا تھا' ملاقات و زیارت کرنے والوں کی بھیڑ بارہ بجے رات سے پہلے ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو تنہائی میں اعلیٰ حضرت سے ملنا ہوتا تو وہ آدھی رات کے بعد ہی مل سکتا تھا"۔(۸۷)

کاملین حجاز اعلیٰ حضرت کی عظمت کے دل و جان سے قائل تھے۔ تقریباً" ایک سو کے لگ بھگ کاملین حجاز نے اعلیٰ حضرت کی تصانیف پر تقاریظ لکھ کر آپ کو بنظر تحسین دیکھا ہے۔ (۸۸) چونکہ ان کاملین حجاز کے تاثرات و جذبات پر پہلے ہی دو کتابیں چھپ چکی ہیں اس لئے ان کے تاثرات بھی اس مقالے میں شامل نہیں کئے گئے ہیں۔ البتہ ان کاملین کے اسمائے گرامی یہاں درج کئے جاتے ہیں:۔

○ ۱۔ سید اسماعیل بن خلیل علیہ الرحمتہ' حافظ کتب الحرام
○ ۲۔ شیخ محمد سعید بن محمد با بصیل علیہ الرحمتہ' مفتی شافعیہ
○ ۳۔ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج علیہ الرحمتہ' مفتی حنفیہ
○ ۴۔ شیخ محمد عابد علیہ الرحمتہ' مفتی مالکیہ

○ ۵۔ شیخ عبداللہ بن حمید علیہ الرحمتہ' مفتی حنابلہ

○ ۶۔ شیخ محمد صالح بن شیخ صدیق کمال علیہ الرحمتہ' مفتی حنفیہ

○ ۷۔ شیخ احمد ابو الخیر بن عبداللہ میرداد علیہ الرحمتہ' رئیس الخطبا والائمہ بالمسجد الحرام

○ ۸۔ شیخ محمد علی بن شیخ صدیق کمال حنفی علیہ الرحمتہ' مدرس مسجد حرام

○ ۹۔ شیخ عبداللہ بن محمد صدقہ علیہ الرحمتہ' مدرس مسجد حرام

○ ۱۰۔ شیخ عمر بن ابی بکر باجنید علیہ الرحمتہ' مدرس مسجد حرام

○ ۱۱۔ شیخ محمد صالح بن محمد بافضل علیہ الرحمتہ' امام شافعیہ مسجد حرام

○ ۱۲۔ شیخ ابو حسین محمد فردوقی علیہ الرحمتہ' مدرس مسجد حرام

○ ۱۳۔ شیخ محمد علی بن حسین علیہ الرحمتہ' امام مالکیہ مسجد حرام

○ ۱۴۔ شیخ محمد جمل بن محمد امیر بن حسین علیہ الرحمتہ' مفتی مالکیہ

○ ۱۵۔ شیخ اسعد بن احمد دہان علیہ الرحمتہ' مدرس مسجد حرام

○ ۱۶۔ شیخ عبدالرحمٰن بن احمد دہان علیہ الرحمتہ

○ ۱۷۔ شیخ محمد بن یوسف خیاط علیہ الرحمتہ

○ ۱۸۔ شیخ علیہ محمود علیہ الرحمتہ' مدرس حرم شریف

○ ۱۹۔ شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی علیہ الرحمتہ' مسجد حرام

○ ۲۰۔ شیخ محمد بن واسع حسینی اوریسی علیہ الرحمتہ' مدرس حرم شریف

○ ۲۱۔ شیخ عبدالحق مہاجر مکی علیہ الرحمتہ

○ ۲۲۔ شیخ علی بن حسین مالکی علیہ الرحمتہ' مدرس مسجد حرام

○ ۲۳۔ مولانا محمد یوسف افغانی مہاجر مکی علیہ الرحمتہ' مدرس مدرسہ صولیتہ' حرم شریف

○ ۲۴۔ مولانا شیخ احمد مکی علیہ الرحمتہ (خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ) مدرس مدرسہ صولیتہ حرم شریف

○ ۲۵۔ شیخ عبدالکریم ناجی داغستانی علیہ الرحمتہ

○ ۲۶۔ شیخ محمد سعید بن محمد یمانی علیہ الرحمتہ' مدرس مسجد حرام

○ ۲۷۔ شیخ احمد محمد جداوی علیہ الرحمتہ

○ ۲۸۔ احمد الجزائری بن السید احمد علیہ الرحمتہ' مفتی مالکیہ

○ ۲۹۔ حسین بن محمد علیہ الرحمتہ' مدرس حرم شریف

○ ۳۰۔ محمد کریم اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمتہ

○ ۳۱۔ شیخ تاج الدین الیاس بن شیخ مصطفیٰ الیاس علیہ الرحمتہ' مفتی مدینہ

○ ۳۲۔ شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی علیہ الرحمتہ' مفتی مدینہ

○ ۳۳۔ سید احمد جزائری علیہ الرحمتہ' شیخ مالکیہ

○ ۳۴۔ شیخ محمد سعید بن سید محمد الغزالی شیخ الدلائل علیہ الرحمتہ

○ ۳۵۔ شیخ خلیل بن ابراہیم خربوتی علیہ الرحمتہ

○ ۳۶۔ سید عباس بن سید جلیل محمد رضوان شیخ الدلائل علیہ الرحمتہ

○ ۳۷۔ شیخ عمر بن حمدان محرسی مالکی اشعری علیہ الرحمتہ

○ ۳۸۔ شیخ محمد بن موسیٰ خیاری علیہ الرحمۃ' مدرس حرم طیبہ
○ ۳۹۔ سید محمد بن محمد حبیب مدنی دیداری علیہ الرحمۃ
○ ۴۰۔ سید شریف احمد برزنجی علیہ الرحمۃ' مفتی شافعیہ
○ ۴۱۔ شیخ محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی علیہ الرحمۃ
○ ۴۲۔ شیخ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی علیہ الرحمۃ' مدرس حرم طیبہ
○ ۴۳۔ شیخ حسین بن عبدالقادر طرابلسی علیہ الرحمۃ' مدرس مسجد نبوی
○ ۴۴۔ شیخ عبداللہ نابلسی حنبلی علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی
○ ۴۵۔ شیخ محمد عبدالباری بن سید محمد امین رضوان علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی
○ ۴۶۔ شیخ احمد بن سید احمد حسینی علیہ الرحمۃ' شیخ مالکیہ' مسجد نبوی
○ ۴۷۔ سید احمد علی ہندی رام پوری مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ
○ ۴۸۔ شیخ علی بن احمد علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی
○ ۴۹۔ شیخ غلام محمد برہان الدین بن شیخ نور الحسن علیہ الرحمۃ
○ ۵۰۔ شیخ محمد عبدالوھاب بن محمد یوسف نقشبندی خالدی خیالی علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی
○ ۵۱۔ شیخ محمد سعید بن محمد الحسنی الادریسی القادری علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی

○ ۵۲۔ شیخ احمد اسعد گیلانی حسنی و حسینی علیہ الرحمۃ' حما شریف

○ ۵۳ ۔ شیخ عبدالقادر بن سودۃ بن سودۃ القرشی علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی۔

○ ۵۴۔ شیخ مصطفیٰ بن تارزی بن غروز مالکی علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی

○ ۵۵۔ شیخ احمد بن محمد خیر الستاری عباسی علیہ الرحمۃ

○ ۵۶ ۔ شیخ موسیٰ علی شامی ازہری الاحمدی الدیری المدنی علیہ الرحمۃ

○ ۵۷۔ شیخ حسین احمد الجیاری علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی

○ ۵۸ ۔ شیخ عبدالرحمٰن و دیدار المصری علیہ الرحمۃ' مدرس مسجد نبوی

○ ۵۹۔ شیخ محمد توفیق الایوبی الانصاری علیہ الرحمۃ' مجاور مدینہ منورہ

○ ۶۰۔ شیخ محمد یعقوب بن شیخ رجب علیہ الرحمۃ' مدرس مسجد نبوی

○ ۶۱۔ شیخ محمد حسین بن سعید علیہ الرحمۃ' مسجد نبوی

○ ۶۲۔ شیخ حسین بن محمد علیہ الرحمۃ

○ ۶۳۔ شیخ علی الرحمانی علیہ الرحمۃ' مدرس حرم نبوی

○ ۶۴۔ شیخ غلام حیدر مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ

○ ۶۵ ۔ شیخ عبداللہ احمد اسعد الگیلانی الحسنی الحسینی الحموی علیہ الرحمۃ

○ ۶۶ ۔ شیخ عبدالکریم ابن التازی بن عزیز التونسی المالکی علیہ الرحمۃ' مدرس حرم نبوی

○ ۶۷ ۔ شیخ ہدایت اللہ بن محمود بن محمد سعید السندی البکری علیہ الرحمۃ

○ ۶۸ ۔ شیخ احمد رمضان شاہی علیہ الرحمۃ

○ ۶۹ ۔ شیخ عبدالحمید بن بکری العطار الشافعی علیہ الرحمۃ

○ ۷۰ ۔ شیخ محمد آفندی الحکیم علیہ الرحمۃ

○ ۷۱ ۔ شیخ محمد امین سوید الدمشقی علیہ الرحمۃ

○ ۷۲ ۔ شیخ محمد امین السفر جلانی علیہ الرحمۃ' امام و مدرس جامع مسجد بجقدار' شام

○ ۷۳ ۔ شیخ محمود بن سید العطار علیہ الرحمۃ

○ ۷۴ ۔ شیخ محمد تاج الدین بن محمد بدر الدین الحسنی علیہ الرحمۃ

○ ۷۵ ۔ شیخ محمد عارف بن محی الدین ابن احمد علیہ الرحمۃ

○ ۷۶ ۔ شیخ محمد عطاء اللہ علیہ الرحمۃ

○ ۷۷ ۔ شیخ محمد القاسمی علیہ الرحمۃ' مدرس مدرسہ حسان

○ ۷۸ ۔ شیخ محمد یحیی القلعی النقشبندی علیہ الرحمۃ

○ ۷۹ ۔ شیخ محمد یحییٰ المکتبی الحسنی علیہ الرحمۃ' مدرس مدرسہ دار الحدیث' شام

○ ۸۰ ۔ شیخ محمد الجامع الازہری الدمشقی قسطنطینی علیہ الرحمۃ

○ ۸۱ ۔ شیخ مصطفیٰ بن محمد آفندی الشلی الحنبلی علیہ الرحمۃ' شیخ مدرسۃ البدرائیہ' شام

○ ۸۲ ۔ شیخ ابراہیم عبدالعلی السقاعلیہ الرحمۃ' مدرس جامعہ ازہر'

مصر

○ ۸۳ ۔ شیخ عبدالرحمٰن احمد حنفی علیہ الرحمتہ' مدرس جامعہ ازہر'
مصر

○ ۸۴ ۔ شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی' علیہ الرحمتہ' بیروت

○ ۸۵ ۔ شیخ محمود بن صبغتہ مدراسی مہاجر مدنی علیہ الرحمتہ

○ ۸۶ ۔ شیخ یوسف عطا علیہ الرحمتہ' مدرس درگاہ قادریہ بغداد
شریف (۸۹)

○ ۸۷ ۔ شیخ محمد سعید عبدالقادر قادری نقشبندی علیہ الرحمتہ' مدرس
اول فی مدرستہ حضرت الامام الاعظم قدس سرہ۔

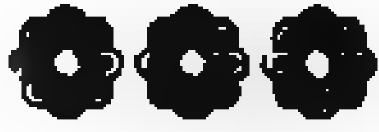
اب آخر میں ان کاملین کی طرف سے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کو دیئے گئے چند القابات ملاحظہ فرماہی لیں:۔

"عالم ـــــ علامہ کامل ـــــ استاذ ماہر ـــــ مجاہد معزز ـــــ باریکیوں کا خزانہ ـــــ محفوظ ـــــ برگزیدہ ـــــ گنجینہ ـــــ علوم کے مشکلات ظاہر و باطن کا کھولنے والا ـــــ دریائے فضائل ـــــ علماء و عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک ـــــ امام پیشوا ـــــ روشن ستارہ ـــــ اعداء اسلام کے لئے تیغ براں ـــــ استاذ معظم ـــــ نامور ـــــ مشہور ـــــ ہمارا سردار ـــــ جلیل القدر ـــــ دریائے زخار ـــــ بسیار فضل ـــــ دلیر ـــــ بلند ہمت ـــــ ذہین ـــــ دانشمند ـــــ بحر ناپیدا کنار

—— شرف و عزت والا —— صاحب ذکاء —— ستھرا
—— ہمارا مولی —— کثیر الفہم —— منقبتوں اور
فخروں والا —— یکتائے زمانہ —— اپنے وقت کا یگانہ
—— علماء مکہ ان کے فضائل پر گواہ —— اس صدی کا
مجدد —— زبردست عالم —— عظیم الفہم —— جن کی
فضیلتیں وافر —— بڑائیاں ظاہر —— دین کے اصول و
فروع میں تصانیف متکاثر —— مشہور —— ان کے کمال
کا بیان طاقت سے باہر —— علم کا کوہ بلند —— طاقت ور
زبان والا —— حاوی جمیع علوم —— ماہر علوم غریبہ
—— دین کا زندہ کرنے والا —— وارث نبی —— سید
العلماء —— ملجاء افتخار علماء —— مرکز دائرۂ علوم ——
ستارہ آسمان علوم —— مسلمانوں کا یار و نگہبان —— حکم
—— حامی شریعت —— خلاصہ علماء راسخین —— فخر
اکابر کا سمندر —— معتمد —— پشت پناہ —— محقق
—— آفتاب معرفت —— کثیر الاحسان —— کریم
النفس —— دریائے معارف —— مستحبات و سنن
واجبات و فرائض پر محافظ —— محمود سیرت —— ہر کلام
پسندیدہ —— صاحب عدل —— عالم باعمل —— عالی
ہمم —— نادر روزگار —— خلاصہ لیل و نہار —— اللہ
کا خاص بندہ —— عابد —— دنیا سے بے رغبتی والا

——عرفان و معرفت والا——خبیر——(۹۰)

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو



مآخذ و مراجع

(حواشی و حوالے)

☆ ۱۔ ماہنامہ العلماء لاہور دسمبر جنوری ۹۶' ۱۹۹۵۔ ص ۵۲

☆ ۲ ۔ سید محمد فاروق القادری' صاحبزادہ: فاضل بریلوی اور امور بدعت۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء۔ ص ۶۹

☆ ۳ ۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ فروری ۱۹۸۶ء۔ ص ۳

☆ ۴ ۔ محمد مسعود احمد' پروفیسر' ڈاکٹر: آئینہ رضویات ۲۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۳ء۔ ص ۳۰۰

☆ ۵ ۔ محمد امانت رسول قادری' مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷ء ص ۲۳

☆ ۶ ۔ محمد امانت رسول قادری' مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷ء ص ۲۶

☆ ۷ ۔ محمد امانت رسول قادری' مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷ء ص ۳۱

☆ ۸ ۔ عبید اللہ خان اعظمی' مولانا: شان اعلیٰ حضرت (کیسٹ' تقریر بمقام بدایوں)

☆ ۹ ۔ راقم کا یہ مقالہ کراچی سے عنقریب خواجہ رضی حیدر شائع کر رہے ہیں۔

☆ ۱۰ ـ عبدالنبی کوکب' قاضی: مقالات یوم رضا حصہ اول مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۶۸ء ص ۴۳

☆ ۱۱ ـ امام احمد رضا بریلوی' اعلیٰ حضرت: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ' ج ۱۰ مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۷۹

☆ ۱۲ ـ دیکھئے: خلیل احمد رانا: مسلک شیر ربانی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء

☆ ۱۳ ـ محمد صابر نسیم بستوی' مولانا : اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۶ء ص ۱۳۵

☆ ۱۴ ـ فضل احمد مونگہ شرقپوری: حدیث دلبراں۔ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۹۳ء۔ ص ۲۷۴

☆ ۱۵ ـ دیکھئے: مجید اللہ قادری' پروفیسر: امام احمد رضا اور علماء سندھ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء۔ ص ۵۵ تا ۵۸۔
مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: سید محمد فاروق القادری' صاحبزادہ: مشائخ بھرچونڈی شریف کے فاضل بریلوی سے روابط (مشمولہ ماہنامہ "جہان رضا" لاہور ستمبر ۱۹۹۵ء

☆ ۱۶ ـ محمود احمد قادری' مولانا: تذکرہ علماء اہل سنت مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۹۲ء۔ ص ۱۹۰

☆ ۱۷ ـ محمد امانت رسول قادری' مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷ء۔ ص ۱۳۱

☆ ۱۸ ـ محمد حشمت علی لکھنوی' مولانا: الصوارم الہندیہ مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۵ء۔ ص ۱۳۶

☆ ۱۹ ۔ محمد صابر نسیم بستوی' مولانا: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۶ء۔ ص ۳۳

☆ ۲۰ ۔ ماہنامہ المیزان بمبئے مارچ ۱۹۷۶ء امام احمد رضا نمبر۔ ص ۲۵۹

☆ ۲۱ ۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ نومبر ۱۹۸۳ء۔ ص ۲۱

☆ ۲۲ ۔ دیکھئے محمد رکن الدین الوری' مولانا: مولود محمود مطبوعہ سیالکوٹ ۱۹۷۹ء

☆ ۲۳ ۔ امام احمد رضا بریلوی' اعلیٰ حضرت: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۳ مطبوعہ کراچی ص ۳۵۶

☆ ۲۴ ۔ ابو الخیر محمد زبیر' صاحبزادہ: بزم جاناں مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص ۲۸۳

☆ ۲۵ ۔ محمد ظفر الدین بہاری' مولانا: حیات اعلیٰ حضرت۔ ج ۱ مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۳

☆ ۲۶ ۔ مجلہ عرفان منزل کراچی۔ مصلح الدین نمبر ۱۴۰۵ھ ص ۲۲۰

☆ ۲۷ ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(۱) شاہ حسین گردیزی' مولانا: قرآن السعدین مشمولہ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی۔ مئی جون ۱۹۷۹ء

(۲) سید زاہد سراج القادری' مولانا: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔ مشمولہ سالنامہ معارف رضا کراچی۔ ۱۹۸۴ء

(۳) نواب الدین گولڑوی' مولانا: عقائد سنیہ مہریہ۔ مطبوعہ لاہور

۱۹۸۳ء

☆۲۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔

امام احمد رضا بریلوی' اعلیٰ حضرت: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ مطبوعہ کراچی ج ۳ ص ۴۹

: ج ۷ ص ۲۸۹

: ج ۱۰ نصف آخر ص ۳۲

☆ ۲۹ ۔ امام احمد رضا بریلوی' اعلیٰ حضرت: الدلائل القاھرۃ علے الکفرۃ النیاشرۃ۔ مشمولہ رسائل رضویہ ج ۱ (مرتبہ علامہ اختر شاہجہانپوری) ص ۳۲۵۔ مطبوعہ لاہور

☆ ۳۰ ۔ شاہ حسین گردیزی' مولانا: قرانِ السعدین مشمولہ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی مئی جون ۱۹۷۹ء ص ۳۴

☆ ۳۱ ۔ شاہ حسین گردیزی' مولانا: قرآن السعدین مشمولہ ماہنامہ ترجمان اہل سنت مئی جون ۱۹۷۹ء ص ۳۴

☆ ۳۲ ۔ غلام سرور قادری' مولانا: الشاہ احمد رضا بریلوی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء۔ ص ۴۳

☆ ۳۳ ۔ محمود احمد قادری' مولانا: مکتوبات امام احمد رضا بریلوی مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء۔ ص ۱۸

☆ ۳۴ ۔ غلام قطب الدین' صاحبزادہ: حضرت خواجہ محمد یار فریدی اہل دانش کی نظر میں مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۷ء۔ ص ۱۱

☆ ۳۵ ۔ امام احمد رضا بریلوی' اعلیٰ حضرت: العطایا النبویہ فی الفتاوی

الرضویہ مطبوعہ کراچی ج ۷۔ ص ۵۴۹

☆ ۳۶ ۔ (۱) دیکھئے امام احمد رضا بریلوی اعلیٰ حضرت: ایضاً"۔ ج ۶ ص ۱۹۸

(۲) حجب العوار عن مخدوم بہار مطبوعہ لاہور

☆۳۷۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نومبر ۱۹۸۳ء ص ۳

☆۳۸۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نومبر ۱۹۸۳ء ص ۳

☆۳۹۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نومبر ۱۹۸۳ء ص ۳

☆۴۰۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نومبر ۱۹۸۳ء ص ۳

☆ ۴۱ ۔ محمد حشمت علی لکھنوی، مولانا: الصوارم الہندیہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۹۶

☆ ۴۲ ۔ ماہنامہ المیزان بمبئی مارچ ۱۹۷۶ء۔ امام احمد رضا نمبر۔ ص ۱۷

☆ ۴۳ ۔ محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء۔ ص ۸۹

☆ ۴۴ ۔ محمد حسین آسی، پروفیسر: انوار لاثانی مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۸۲ء۔ ص ۲۹، ۳۰

☆ ۴۵ ۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر: حیات مظہری مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء۔ ص ۱۷

☆ ۴۶ ۔ محمد حشمت علی لکھنوی، مولانا: الصوارم الہندیہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۱۰۹

☆ ۴۷۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ نومبر ۱۹۸۳ء ص ۱۸

☆ ۴۸ ۔ دیکھئے: محمد عبدالستار طاہر: مسعود ملت اور رضویات۔ مطبوعہ لاہور

☆ ۴۹ ۔ محمد صابر نسیم بستوی' مولانا: تذکرہ شعیب الاولیاء مطبوعہ دہلی ۱۹۷۷ء' ص ۶۹' ۷۰

☆ ۵۰ ۔ عبدالنبی کوکب' قاضی: مقالات یوم رضا حصہ دوم مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۰ء ص ۶۲' ۶۳

☆ ۵۱ ۔ عبدالنبی کوکب' قاضی: مقالات یوم رضا حصہ دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۵۶

☆ ۵۲ ۔ محمد مقبول احمد قادری: پیغامات یوم رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۲۵

☆ ۵۳ ۔ محمد مقبول احمد قادری: پیغامات یوم رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۳۰

☆ ۵۴ ۔ دیکھئے: مجید اللہ قادری' پروفیسر: امام احمد رضا اور علماء سندھ مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء ص ۳۵ تا ۳۸

☆ ۵۵ ۔ امام احمد رضا بریلوی' اعلیٰ حضرت: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ۔ ج ۳۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۴۵۷

☆ ۵۶ ۔ عبدالنبی کوکب' قاضی: مقالات یوم رضا حصہ دوم مطبوعہ لاہور۔ ۱۹۷۰ء ص ۶۴

☆ ۵۷ ۔ محمد مقبول احمد قادری: پیغامات یوم رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

ص ۱۴

☆ ۵۸ ۔ محمد عبدالرحمٰن الحسنی' صاحبزادہ: تحفہ سلطانیہ مطبوعہ لاہور

۱۴۰۴ھ ص ۲۱

☆ ۵۹ ۔ مکتوب گرامی حافظ منظور احمد نظامی بنام راقم الحروف محررہ ۴

فروری ۱۹۸۷ء

☆ ۶۰ ۔ دیکھئے۔ محمد رفیق' پروفیسر: سوانح حیات سیدنا طاہر علاؤ

الدین الگیلانی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء۔ ص ۷۵

☆ ۶۱ ۔ محمد مقبول احمد قادری: پمفلٹ یوم رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

ص ۱۵

☆ ۶۲ ۔ مجلہ معارف رضا کراچی شمارہ ۱۹۸۶' ص ۹

☆ ۶۳ ۔ مکتوب گرامی السید طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی علیہ

الرحمۃ بنام راقم الحروف محررہ ۲۰ جولائی ۱۹۸۷ء

☆ ۶۴ ۔ شہزاد احمد: تذکرہ عاشق رسول ﷺ مطبوعہ لاہور۔ ص ۲۵'

۳۸

☆ ۶۵ ۔ ماہنامہ القول السدید لاہور۔ جون ۱۹۹۱ء ص ۸۱

☆ ۶۶ ۔ غلام اویس قرنی: احوال و آثار مفتی عزیز احمد قادری بدایونی

مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ ص ۳۹' ۴۰

☆ ۶۷ ۔ غلام سرور رانا' پروفیسر قبلہ عالم فیض محمد شاہ قندھاری۔

مطبوعہ لاہور۔ ص ۸

☆ ۶۸ ۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری' مولانا: تذکرہ اکابر اہل سنت

پاکستان۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۵۰

☆ ۶۹۔ داؤد احمد خان: سیرت کاظمی مطبوعہ ملتان ۱۹۸۸ء ص ۱۱۵

☆ ۷۰۔ غلام سرور قادری، مولانا: الشاہ احمد رضا بریلوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶۔ ص ۴۳، ۴۴

☆ ۷۱۔ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء شیخ الاسلام نمبر۔ ص ۱۹۰

☆ ۷۲۔ سید محمد سعید: مرات العاشقین مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء ص ۳۰۱

☆ ۷۳۔ محمد مرید احمد چشتی: خیابان رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۳۲

☆ ۷۴۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ نومبر ۱۹۸۴۔ ص ۱۸

☆ ۷۵۔ بدر الدین احمد قادری، مولانا: امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء۔ ص ۳۳۲

☆ ۷۶۔ بدر الدین احمد قادری، مولانا: امام احمد رضا اور ان کے مخالفین مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۳۳۰

☆ ۷۷۔ محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷۔ ص ۵۳

☆ ۷۸۔ محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷۔ ص ۴۹

☆ ۷۹۔ محمد امانت رسول قادری، مولانا: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی۔ ۱۹۸۷۔ ص ۴۷

☆ ۸۰ ۔ حسنین رضا خان بریلوی' مولانا: سیرت اعلیٰ حضرت مع کرامات مطبوعہ لاہور ص ۹۹

☆ ۸۱ ۔ مکتوب گرامی سید محمد زین العابدین راشدی قاسمی بنام راقم الحروف محررہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء

☆ ۸۲ ۔ مکتوب گرامی صاحبزادہ سید سلطان علی شاہ بنام راقم الحروف بوساطت اسرار احمد ساکن بھنگالی محررہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء

☆ ۸۳ ۔ ماہنامہ منہاج القرآن لاہور دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۴۹' ۵۰

☆ ۸۴ ۔ سید غلام حسین مصطفیٰ رضا قادری' مولانا: تفسیر سراج منیر پارہ اول ۔ ج ۲ ۔ سورۃ بقرہ مطبوعہ لاہور ص ۳۹

☆ ۸۵ ۔ سید غلام حسین مصطفیٰ رضا قادری' مولانا: تفسیر سراج منیر پارہ اول ۔ ج ۱ ۔ سورۃ فاتحہ مطبوعہ لاہور ص ۲۴

☆ ۸۶ ۔ مکتوب گرامی مولانا محمد افضل ادریسی بنام راقم الحروف محررہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء

☆ ۸۷ ۔ بدر الدین احمد قادری' مولانا: امام احمد رضا اور ان کے مخالفین ۔ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۳۲۳

☆ ۸۸ ۔ ملاحظہ کیجئے ۔ (۱) محمد مسعود احمد' پروفیسر: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور ۔ (۲) محمد مسعود احمد' پروفیسر: امام احمد رضا اور عالم اسلام ۔ مطبوعہ کراچی

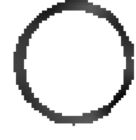
☆ ۸۹ ۔ تفصیل کے لئے مندرجہ بالا دونوں کتابیں ملاحظہ فرمائیے۔

یہ اسمائے گرامی انہی کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔

☆ ۹۰ ۔ دیکھئے:۔ سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی: مجدو مائتہ حاضرہ (مشمولہ ایمان افروز وصایا۔ مرتبہ: مولانا حسنین رضا بریلوی / مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۱



"کامل وقت شخصیت" (۱۹۹۷ء)



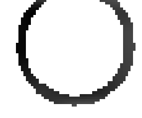
صدر بزم اکابرین جہاں
عصر حاضر کا عبقری انساں
باخدا، عاشق رسول خدا
عبد حق، عبد مصطفیٰ ذی شاں
مظہر شان و سطوت اسلام
عظمت دین مصطفیٰ ﷺ کا نشاں
ترجمان رسالت و وحدت
داعی راہ سنت و قرآں
لالہ گلستان علم و خبر
چمن فقر و عشق کا ریحاں
کنز اسرار ذہن و قلب اس کے
سراپائے دانش و عرفاں
سکی کم نہ اس کی عظمت کو
سعی حساد و گردش دوراں
معترف اس کی بے مثالی کے
صاحبان فراست ایماں

مستفید اس کے علمان کبیر
مستفیض اس کے نام ور انساں
اس کے ہم عصر اس کے تھے مداح
تھا عزیز لماثل و اقرآں
بعد میں جو رضا شناس ہوئے
اس مقالے میں ان کا بھی ہے، بیاں
ذوق افروز یہ مقالہ ہے
کلک صابر ہوا ہے خوب رواں
شان احمد رضا بہ طرز حسیں
اک نئے زاویے سے کی ہے عیاں
اس کی تاریخ از سر "اعلان"
ہے، "وہ منظور کاملین جہاں"
۷ ۱ ۴ ۱ + ۱ = ۱۴۱۸ء

طارق سلطانپوری
حسن ابدال

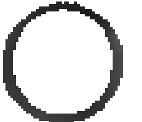
"منقش تذکرہ اصفیاء"

۱۹۹۷ء



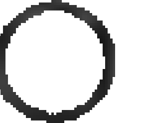
صابر حسین شاہ بخاری کی یہ کتاب
ہے بالیقیں نافع ہر خاص و عام لکھ
صابر ہے تجھ کو فکر گر تاریخ طبع کی
"روحانی شخصیت بزرگ انام" لکھ

- - - - - - ۱۹۹۷ء - - - - - -



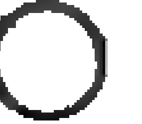
حشر تک ہوتے رہیں گے لوگ اس سے مستفید
اہل حق کا ترجماں ہے تذکرہ اصفیا
اس کی تاریخ طباعت کہہ دے اے صابر یہی
"عطر بیز و حق بیاں ہے تذکرہ اصفیا"

- - - - - - ۱۹۹۷ء - - - - - -



خلق خدا ہے آج بھی ان سب کی معتقد
ہیں نور بار اس میں جو عشاق شاہ دیں
صابر ہو اس صحیفہ کی تعریف اور کیا
"نام خدا ہیں آئینہ حالات کاملیں"

- - - - - - ۱۹۹۷ء - - - - - -



شامل ہیں اس کتاب میں معروف اصفیا
پھیلی ہے جن کے فیض سے ایماں کی روشنی
صابر بصد خلوص کیا کاملین نے
"محبوب دھر ذکر محدث بریلوی"

- - - - - - ۱۹۹۷ء - - - - - -

صابر براری، کراچی
۲۰/۱/۹۷

احسان الٰہی ظہیر کی کتاب

"البریلویہ" کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

اکابرِ اہلسنت کی نظر میں

تالیف علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظلہ

- زیر نظر کتاب نے ثابت کر دیا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ پر جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ بالکل بے سروپا اور غلط ہیں۔ نیز چلتی پھرتی روایتوں اور افواہوں کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔
(علامہ تقدس علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ)

- فاضل مصنف نے مؤلف البریلویہ کے مکر و فریب اور دجل کے تمام پردوں کو چاک اور علم و یقین کے نور سے شکوک و اوہام باطلہ کو نیست و نابود کر دیا۔
(غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ)

- البریلویہ کے افترا کا جواب بڑی ہی بردباری، علمی متانت، عقلی سنجیدگی اور حوالوں کی پختگی کے ساتھ دیا گیا ہے۔ حقائق ہی حقائق ہیں جن کا اجالا پھیلتے ہی اندھیرا غائب اور معاند کی پُرتعصب کاوشِ فکر و قلم خاک میں مل کر رہ گئی ہے۔ (علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی)

- آپ نے بڑی محنت کی اور تحقیق کا حق ادا کر دیا (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے، پی۔ ایچ۔ ڈی)

- فاضل مصنف نے البریلویہ کے تمام اعتراضات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں، اندازِ بیاں دلکش، سنجیدہ اور مہذب۔ (ملک بشیر محمد اعوان مرحوم)

- احسان الٰہی ظہیر کے الزامات کا عالمانہ اور فاضلانہ شان سے بے سروپا ہونا ثابت کیا اور مسکت جوابات دیئے۔ (علامہ عبد الحکیم خان اختر شاہجہانپوری علیہ الرحمۃ)

- البریلویہ کے مؤلف کتنی کھلی کھلی بددیانتیوں کے مرتکب ہوئے ہیں جو عالم دین تو کیا شریف انسان سے بھی متوقع نہیں ہوتیں۔ آپ کی کتاب نے اس کے فریب کا پردہ چاک کیا ہے
(پروفیسر محمد ارشد گیڈٹ کالج حسن ابدال)

- کتاب تحقیقی و تنقیدی جائزہ رسوائے زمانہ کتاب البریلویہ کا صحیح پوسٹ مارٹم اور پندرھویں صدی ہجری کا گرانقدر علمی صحیفہ۔ (محمد منشا تابش قصوری)

طوافِ و بوسۂ قبر

بلاشبہہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط از یادہ احتیاط والاحکم) منع ہے۔

مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے (طواف کی صورت میں تعظیم خانۂ کعبہ کے ساتھ خاص ہے) مزار کو بوسہ نہ دینا چاہیئے۔ علماء اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز

دعوت عمل

ادب چونکہ جزو ایمان ہے اس لیے عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے مندرجہ ذیل باتیں ملحوظ خاطر رکھئے۔ دعا میں خیر و برکت اور زینت کے لئے۔ اے اللہ، اے رب العالمین! اے مالک دو جہاں کی بجائے یا رب العالمین یا ارحم الراحمین یا احکم الحاکمین سے شروع کیجئے۔ گفتگو میں فقط اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ، اللہ جل شانہ، اللہ تبارک و تعالیٰ، اللہ جل مجدہ الکریم، حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اسی طرح آں حضرت، حضور، سرکار، یا رسول اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا مودب و بابرکت طریقہ اپنایئے۔ صرف قرآن و حدیث، سیرت، مکہ یا مدینہ کہنے کی بجائے قرآن حکیم، قرآن مجید، حدیث مبارک، حدیث شریف، سیرت مطہرہ، سیرت مبارکہ، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مدینہ طیبہ کہا کیجئے۔ یوں ہی اہل بیت، صحابہ و اولیاء کہنے کی بجائے اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اولیاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہہ کر اپنی بات کو حسن و تازگی بخشئے۔ اس قسم کے مخفف اشارے یعنی ج، ؑ، ؐ، ؓ، ؒ، صلعم لکھنے سے اجتناب فرمائیں اور مکمل جل جلالہ، علیہ السلام، صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھئے اور اگر ایسے اشارے لکھے ہوئے پائیں تو ان کی اصلاح کریں اور مکمل پڑھیں۔ اسی طرح اسلامی مہینوں کے نام بھی مکمل آداب کے ساتھ تحریر فرمائیں اور پڑھیں۔ جیسے محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول شریف، ربیع الاخر شریف وغیرہ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے، بجاہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آمین!